بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 47

شمارہ 34

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

26 ربیع الثانی 1419 ہجری 20 ظہور 1377 ہش 20 اگست 98ء

لندن ۱۴ر اگست (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔

آج حضور انور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو آنحضرت ﷺ کی ذات اور آپ کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے اعمال سدھارنے اور تزکیہ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی و درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہر آن حضور پر نور کا حامی و ناصر ہو اور آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔

......کوئی انسان بجز پیروی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا......

......کلمات طیبات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام......

اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلا رہا ہے کہ میری طرف آو۔ اور جو لوگ پورے زور سے اُس کی طرف دوڑتے ہیں اُن کیلئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔

سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اُس پیروی سے پایا۔ اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴۔ ۶۵ روحانی خزائن جلد ۲۲)

......ہمیشہ کی روحانی زندگی والا، جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے......

اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۳ روحانی خزائن جلد ۱۵)

......اغراض بعثت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام......

"وہ کام جس کیلئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اُس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اُس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔ اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دُنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں اُن کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی اُس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دُعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں۔ حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے اُن کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اُس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو گا بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے"۔ (لیکچر لاہور صفحہ ۴۳ روحانی خزائن جلد ۲۰)

......مجھے اس نے بھیجا ہے تا کہ میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں......

اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ اُن گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کیلئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اُس نے بھیجا ہے تا کہ میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کر دوں۔ اور مجھے اُس نے حق کے طالبوں کی تسلی پانے کیلئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کی رو سے صادق کی شناخت کیلئے اصل معیار ہے، میرے پر کھولے ہیں۔ اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں۔" (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۳ روحانی خزائن جلد ۱۵)

رمضان المبارک کی وجہ سے
جلسہ سالانہ قادیان اب ۵۔ ۶۔ ۷ دسمبر ۹۸ کی تاریخوں میں ہوگا

احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال ماہ رمضان المبارک کے پیش نظر جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۵۔ ۶۔ ۷ دسمبر ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ۔ اتوار۔ سوموار فتح ۷۷ ۱۳ ہش، کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت نوٹ فرمالیں اور ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں علاوہ دُعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مرکز احمدیت قادیان دارالامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ آمین

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

رمضان المبارک ۹۸ء میں — قسط نمبر ( )

حضرت امیرالمومنین کا درس القرآن

منگل، ۲۷؍ جنوری ۱۹۹۸ء :

آج درس القرآن نمبر ۲۴ میں حضور انور نے فرمایا کہ آج کے درس میں مباہلے والی آیت پر بحث ہوگی لیکن یہ بتانا ضروری ہے کہ اس آیت کی طرف توجہ شان نزول کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ اسلئے کیونکہ یہ مباہلے والا سال تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں دو مباہلے ہوئے۔ ایک آغاز میں اور ایک دوسرے دور میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوبدو سامنے حاضر ہونے کی شرط کو ضروری قرار نہیں دیا۔ اور یہ بھی خدا تعالیٰ کا تصرف ہے کہ آج کل جو مباہلہ چل رہا ہے اس میں آمنے سامنے جمع ہونے کی شرط نہیں۔ مباہلہ تو دراصل ساری دنیا کیلئے ہوتا ہے۔ جہاں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکٹھے ہونے کی باتیں فرمائیں آپ کو یہ نقطہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہاں اکٹھے ہونے کے واضح حکم موجود تھے۔

حضور انور نے فرمایا چونکہ میری مراد مباہلے کے مضمون پر روشنی ڈالنا ہے اس لئے پہلے میں نے ان شیعہ روایات کو لیا ہے جو مسلمانوں میں راہ پا گئی ہیں۔ اس آیت کے الفاظ ان تمام روایات کو رد کر رہے ہیں۔ حضور نے مباہلہ سے متعلق سورہ آل عمران کی آیات ۶۲ اور ۶۳ تلاوت فرمائیں اور آنحضرتؐ کے نجران کے عیسائی وفد کو مباہلہ کی دعوت دینے کے واقعہ کی کسی قدر تفصیلات بیان فرمائیں۔ حضور نے فرمایا کہ مباہلہ سے اصل مراد دعا اور ابتہال ہے یعنی خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑانا اور بے انتہا انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد چاہنا تاکہ اس کا رحم جوش میں آئے اور سچے کیلئے تائیدی نشان دکھائے۔ آیت مباہلہ میں فریقین کا ایک جگہ جمع ہونے کا ذکر نہیں۔ اور پاکستان کے ملاّ اور مفتی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ ان کے ایک مفتی نے لکھا "اصولی طور پر اعزہ واقارب کے جمع کرنے کی ضرورت نہیں"۔ حضور ایدہ اللہ نے شیعہ روایات کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کے ناقابل قبول ہونے کا ذکر فرمایا۔

بدھ، ۲۸؍ جنوری ۱۹۹۸ء

آج کے درس القرآن نمبر ۲۵ میں بھی مباہلہ سے متعلق مضمون جاری رہا۔ حضور نے بتایا کہ یہاں نساءنا ونساء کم سے مراد صرف بیویاں نہیں بلکہ قوم کی عورتیں مراد ہیں۔ قرآن کریم ایسی عورتوں کیلئے جو کنواری ہوں، جنہیں حیض نہیں آتا ان کیلئے بھی نساء کا لفظ استعمال فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مباہلوں کی کیفیت اور تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ۱۸۹۶ء میں ۱۰۶ لوگوں کے نام بنام مباہلہ کا چیلنج ایک لسٹ میں شائع کیا گیا۔ ان کے نام انجام آتھم میں جو ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی موجود ہیں۔ ان میں ۵۶ مولویوں اور ۴۸ بڑے بڑے پیروں اور سجادہ نشینوں کے نام تھے۔ آپ نے تحدی اور جلال اور پورے یقین کے ساتھ چیلنج دیا کہ وہ میری زندگی میں ہلاک ہوں گے۔ ان میں آمنا سامنا ضروری نہیں قرار دیا۔ اپنا مسلک ان پر اچھی طرح سے کھولا۔ چیلنج کے ساتھ ایک سال کی شرط نہ تھی اور نہ ہی کسی خاص جگہ کی۔ حضور نے فرمایا ۱۹۰۸ء تک اس لسٹ میں سے صرف ۲۰ لوگ باقی رہ گئے تھے یعنی دو تہائی مر گئے اور باقی ماندہ بھی آپ کی زندگی میں اس جہان سے رخصت ہوئے اور جو چند بچے ان کے متعلق نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے دل میں توبہ کرلی ہو!

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق کی پیروی کرتے ہوئے میں نے پہلا مباہلہ ۱۰؍ جون ۱۹۸۸ء میں دیا اور اب ۱۹۹۸ء ہے ان دس سالوں میں اگر خدا ہمیں جھوٹا دیکھتا تو ہم تو اپنے اوپر لعنت ڈال ہی چکے ہیں کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر لعنت پڑے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے افضال اور ترقیات بارش کی طرح ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ کل کے درس میں سورۃ الفتح کا آخری حصہ پڑھنا ضروری تھا جو نظر انداز ہو گیا۔ حضور نے سورہ الفتح کی آیات ۲۹ اور ۳۰ تلاوت فرمائیں اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کو تمام ادیان پر عظیم الشان فتح کا وعدہ دیا گیا ہے اور اس پر وہ خود گواہ ہے اور زمانہ بتادے گا کہ اللہ کی گواہی کتنی درست اور سچی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت کے آخری حصے میں جماعت احمدیہ کا ذکر ہے۔ اس آیت میں انجیل والوں کے مقابلہ پر اسلامی حصہ کی شان بیان کی گئی ہے جو مسیح محمدی کی جماعت ہے اور پھر متی باب ۱۳ آیت ۳ تا ۹ میں بیج وغیرہ بونے کی تمثیل کا جو ذکر ہے وہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ اس آیت میں غلامان محمد کے روئیدگی کی طرح پھوٹنے اور پھیلنے اور دشمن کے ان کو پامال کرنے کی کوششوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اور بعد میں کچھ اور لوگوں یعنی احمدیوں کا ذکر ہے کہ اس زمانہ میں کثرت سے داعیان الی اللہ ہوں گے۔ جو دین کے بیج بوئیں گے۔ جب وہ خوش ہوں گے تو کفار کو غصہ آئے گا۔ یہ مضمون آج کے زمانے پر اطلاق پا رہا ہے۔ احمدی زراع بیج بوتے چلے جا رہے ہیں اور ان دس سالوں میں کوئی ایک دن بھی دکھائے جس میں احمدیوں کے قدم رک گئے ہوں۔ ان دشمنوں کی گواہیاں خود بتا رہی ہیں کہ ہر معاندانہ کوشش کے باوجود وہ ہماری ترقی کو روک نہیں سکے۔ یہ مولوی حکومتوں کے پاس بھاگے پھر رہے ہیں کہ کچھ کریں۔ اب تو حد ہو گئی ہے، احمدی سرعت کے ساتھ پھیلتے جا رہے ہیں۔ حضور انور نے اس سلسلے میں ایک دلچسپ روداد سنائی کہ ہمارے ایک احمدی نمائندے کو ایک اعلیٰ حاکم کا پیغام ملا کہ خدا کیلئے ہمارے لئے معاملہ آسان کرو اور کچھ سہولتیں پیدا کردو۔ اور مجھے یہ پیغام ملا۔ میں نے کہا کہ ایک وعدہ کرتے ہیں کہ تعاون کریں گے مگر دین کا وہ حق جو ہمیں خدا نے دیا ہے۔ اسے نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم سے وہ مطالبہ نہ کرو جو ہم کر نہیں سکتے۔

حضور نے فرمایا جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے ہم عرض کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ خدا نے جو وعدہ ہم سے فرمایا ہے ہم اسکیلئے مجبور ہیں ہم صبر اور حکمت اختیار کریں گے۔ ہمارا وعدہ یہ ہے کہ ہماری طرف سے کبھی بھی اشتعال نہیں ہوگا۔ لیکن ہم نے پھیلنا ہی پھیلنا ہے انشاء اللہ۔ اور یہ پھیلنے کا وعدہ یہاں عروج کو پہنچتا ہے۔ کہ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ۔ اب اس کو ہم کیا کریں، انہوں نے طیش کھانا ہی کھانا ہے۔ جنہوں نے طیش کا فیصلہ پہلے ہی کر رکھا ہے ان کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ یہاں حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت ابو طالب کے آنحضرت ﷺ کو پناہ دینے کا واقعہ پر درد الفاظ میں بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ ابو طالب یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ ان کی پناہ کی چھتری تھی جو محمد ﷺ کو کفار مکہ کے غیظ و غضب سے بچا رہی تھی۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا کی پناہ کو عزت و احترام کی خاطر قبول کیا ہوا تھا اور اس کے قدردان بھی تھے۔ تاہم آپ کا دل جانتا تھا اور یہ بھی جانتے تھے کہ دشمن کے غیظ و غضب سے بچانے والا صرف خدا ہے۔ چنانچہ جب حضرت ابو طالب نے چیلنج دیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنی اس چھتری کو اٹھا کر دیکھ لو۔ میں ان کے لالچ اور جبر کی دھمکیوں کی وجہ سے اپنا مؤقف نہیں بدل سکتا خواہ وہ جمال و جلال کی تمام طاقتیں میرے قدموں میں ڈال دیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کل ہم پر بھی ملاّ کا غیظ و غضب اسی وجہ سے ہے۔ ایک غیر احمدی معزز عیسائی آفیسر جو ریٹائر ہو چکے ہیں مجھے کہنے لگے کہ آپ ضرور غیر احمدیوں کو مشتعل کرتے ہوں گے اسی لئے وہ غصہ میں آجاتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ عیسائی ہیں۔ آپ بتائیں کہ عیسیٰؑ کیا کرتے تھے کہ لوگوں کو غصہ آتا تھا۔ عیسیٰ اس تعلیم کے سوا اور کوئی تعلیم نہیں دیتے تھے جس پر غصہ آتا کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی آگے کردو۔ تمام انبیاء کی تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں غصہ صرف کامیابی پر آتا ہے۔ تو میں نے انہیں سمجھایا کہ وہ تائید جو خدا سے آتی ہے یہ اس سے غضبناک ہوتے ہیں۔ اس لئے جو تائید ہمیں خدا سے آتی ہے اس کو بھول کر ان کی بات کیسے مان لیں۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے قربانیاں دیں تو سارا عرب فتح ہوا۔ لیکن وہ طوعی طور پر پیش کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ انہیں قبول فرماتا ہے۔ ابراہیم کے مقام کو دیکھو کہ طوعی طور پر وہ اپنے خواب کی تعبیر بھی کر سکتے تھے لیکن اپنے ہاتھ سے وہ قربانی کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔

آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ آخر میں احمدیوں کی فتح اور مغفرت کا وعدہ ہے۔ پس اے جماعت احمدیہ عالمگیر تمہیں کس بات کا غم ہے۔ آپ سے اجر عظیم کا وعدہ ہے۔ ہم جس کام میں مصروف ہیں اس کا منتہا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حکومت مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیل جائے۔ پس ہمیں چاہئے کہ اپنے اوقات کو دعاؤں میں صرف کریں کہ خدا ہمیں یہ فتوحات دکھائے۔

جمعرات ۲۹؍ جنوری ۱۹۹۸ء

آج درس القرآن نمبر ۲۶ میں حضور انور نے سورۃ الفاتحہ اور آخری تینوں قل کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آج عام دستور سے ہٹ کر سورہ فاتحہ سے اس درس کا آغاز ہوگا کیونکہ آخر میں سورہ فاتحہ ہی دہرائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ رمضان المبارک کے شروع سے ہی یہ درس اور یہ توفیق اور جو خدا تعالیٰ کا رحیمانہ سلوک رہا ہے الحمد للہ اور شکر بجالانے کا تقاضا کرتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ پہلی بات سورہ اخلاص میں ایک پیغام ہے کہ اگر تم توحید باری تعالیٰ کو اخلاص سے پکڑ لو گے اور اپنے ایمان کو خدائے واحد کیلئے خالص کرو گے تو صرف یہی ایک ذریعہ ہے جس سے تم اللہ کی پناہ میں آؤ گے۔ اس کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ تو میں اس پہلو سے سورہ اخلاص کو ایک Gateway سمجھتا ہوں جو آگے کھلنے والی شاہراہوں کے سامنے لگایا جاتا ہے اور اگر اس Gateway سے داخل ہوں گے تو آگے اس شاہراہ پر سفر کر سکو گے۔ پس سورۃ توحید کے مضمون پر غور کرو اور اپنے آپ کو اللہ کیلئے خالص کرو۔ حضور نے مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ احد اور واحد میں فرق ہے۔ احد وہ اکائی ہے جسے آگے نہ اوپر نہ نیچے تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ایک ہے اور کسی تین اقنوم میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ پس احد وہ ذات ہے جس میں کسی اور کی شمولیت کا کوئی سوال نہیں۔ اس احد نے اس موقعہ پر تثلیث کا قلع قمع کر دیا ہے۔

الصمد کے معنی سمجھنے ہماری زندگیوں کو سنوارنے کیلئے نہایت ضروری ہیں۔ صمد وہ چیز ہے جس کو کسی اور کا سہارا نہیں چاہئے۔ ایسے وقت آسکتے ہیں کہ جب وہ چیز نہ ہو تو ساری کائنات غرق ہو جائے۔ ایک وقت بکثرت لوگ موجود ہو سکتے ہیں لیکن جب ان کو خطرہ درپیش ہو اور خطرات کے وقت کوئی صمد موجود نہ ہو تو سب مٹ جائیں گے۔ لیکن اگر صمد ذات پر سہارا ہو اور دوڑ دوڑ کر اس صمد ذات کی طرف آنے کی عادت ہو تو وہی ہیں جو بچائے جائیں گے جن کا تعلق پہلے ہی اللہ کی ذات اور توحید خالص سے ہے۔ حضور نے فرمایا یہ آیت عیسائیت کا قلع قمع کرتی ہے۔ حضور نے اختصار کے ساتھ سورہ الفلق اور سورہ الناس کے مضامین کا بھی ذکر کیا اور فرمایا کہ آج صداقت کی روشنی کو انسان کے قلب کی گمراہی نے ڈھانک لیا ہے کیونکہ وہ فی الحقیقت توحید کا قائل نہیں رہا۔ پس ان اندھیروں سے پناہ مانگیں اور آپ وہ استثناء بن جائیں جس کا اس سورۃ اور اگلی سورۃ میں ذکر ملے گا۔ نَفّٰثٰتِ فی العُقَدِ سے تعلقات کو توڑ کر اپنے آپ کو الگ کرنے والے نفوس مراد ہیں۔ تاکہ پتہ نہ لگے کہ فساد کس نے کیا ہے۔ آج کی دنیا میں ماں بیٹے۔ بہن بھائی اور

(باقی صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

اس دور میں ایک بھی ایسی بات نہیں جو مسلمانوں کے مفادات سے تعلق رکھتی ہو اور اس کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے غلاموں نے نہ کیا ہو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۲ر جون ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۲ر احسان ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

گزشتہ دنوں پاکستان کو جو ایٹمی دھماکہ کرنے کی توفیق ملی اس کے متعلق اخبارات میں بکثرت متضاد خبریں آتی رہی ہیں اور مختلف سائنس دانوں کے گروہ اپنے سر سہرا باندھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں جس کی وجہ سے کچھ جگ ہنسائی بھی ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔ لیکن ایٹمی توانائی کی تاریخ کا آغاز بالکل بھلا دیا گیا ہے بلکہ اس کے برعکس جماعت احمدیہ پر مُلّاں اور ان کے چیلے چانٹے یہ الزام لگا رہے ہیں کہ جب ایٹمی دھماکہ ہوا تو ایک دھماکہ ربوہ میں بھی ہوا اور وہ سخت مایوسی اور غم و غصہ کا دھماکہ تھا۔ اتنی تکلیف پہنچی اہل ربوہ کو کہ یہ کیا حرکت ہو گئی کہ پاکستان نے ایٹمی توانائی میں اتنی ترقی کر لی ہے۔ یہ ساری باتیں مولوی کی سرشت میں داخل ہیں وہ ہمیشہ حقائق کو چھپا کر پلید باتیں کرتا ہے جن کا حقائق سے کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں ہوتا اور مولویوں کے رعب کے نتیجے میں وہ لوگ جن کو تاریخ یاد رہنی چاہئے تھی وہ بھی یا اس تاریخ سے ناواقف ہو گئے ہیں، ان کا دماغ مولوی کے شور نے بالکل صاف کر دیا ہے یا موجود تو ہے دماغ میں لیکن ڈر کے مارے بات نہیں کرتے۔

اس سے پہلے کہ میں ایٹمی توانائی کی تاریخ جو حقیقی تاریخ ہے اس پر کچھ روشنی ڈالوں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ **پاکستان ہو یا دنیا میں کہیں بھی مسلمان ملت کے مفاد کی بات ہو ہمیشہ بلا استثناء جماعت احمدیہ نے سب سے اول اور مؤثر قدم اٹھایا ہے۔ اور جہاں بھی ملت کے مفادات کو نقصان پہنچا ہے وہاں جماعتی مشوروں کو نظر انداز کرنے کے نتیجے میں نقصان پہنچا ہے۔** قیام پاکستان کی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ بہت سے حوالے میں دے چکا ہوں اور اب میں سمجھتا ہوں کہ اس ایک گھنٹے کے اندر ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ میرے خطبات چھپ چکے ہیں، وہ مضامین شائع ہو چکے ہیں جن میں بکثرت ایسے حوالے ہیں کہ پاکستان کی تعمیر میں ہی سب سے **اہم کردار جماعت احمدیہ** نے ادا کیا ہے۔ اگر جماعت احمدیہ کے کردار کو نکال لیا جائے تو یہ مُلّاں لوگ جو آج حکومت پر قابض ہوئے ہوئے ہیں انہوں نے تو پاکستان کو مٹانے کی ہر ممکن تدبیر کر دی تھی۔ اب یہ تاریخ کا ایک مکروہ پہلو ہے کہ وہی لوگ جو پاکستان کو مٹانے میں پیش پیش تھے انہی میں سے ایک شخص جو عطاء اللہ شاہ بخاری کا مرید کہلاتا ہے، اول درجے کا مرید، وہ اس وقت ملک کا صدر بنا ہوا ہے۔ تو جب قوم تاریخ کو ملیا میٹ کرنے پر تُل جائے تو یہی نتیجہ نکلا کرتا ہے۔ حد سے زیادہ مکروہ باتیں پاکستان میں ہو رہی ہیں جن کا تعلق پاکستان سے زیادہ پلید ستان سے ہے۔ جس کے متعلق عطاء اللہ شاہ بخاری ہی کا یہ قول تھا کہ پاکستان تو نہیں بن سکے گا پلید ستان بن جائے گا۔ اب وہ پلید ستان بنانے میں اس وقت سب سے بڑا کردار صدر صاحب ادا کر رہے ہیں۔ تو بہت وفادار شاگرد ہیں جنہوں نے پاکستان کو پلید ستان بنانے کا جو ارادہ تھا اسے پایہ تکمیل تک پہنچا دیا ہے لیکن وہ اکیلے نہیں ہیں ساری قوم کا مزاج بگڑا ہوا ہے۔ اس قدر غلط کردار پاکستان کا ہے کہ آپ تو الگ رہے دنیا کے باقی دانشور بھی حیرت زدہ رہ جاتے ہیں کہ اسلامی ملک میں اس قسم کی بے حیائیاں ہو رہی ہیں۔ ہر بے حیائی منظور ہے مولوی کو اور ہر بے حیائی کی سرپرستی کرتا ہے۔ جھوٹ اس کی سرشت میں داخل ہے۔ یہ سارا اسلام ہے صرف جماعت احمدیہ کا نام لینا ایک جرم عظیم ہے، یہ نام نہ لیا جائے تو سب کچھ اسلام اور جائز ہے۔

اس مضمون کے تعلق میں میں بہت باتیں پہلے کھول چکا ہوں میں اشارۃً صرف یہ باتیں عرض کر رہا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ ہو یا کوئی بھی مسلمانوں کے مفاد کی بات ہو اس میں ہمیشہ اولین کردار جماعت احمدیہ نے ادا کیا ہے۔

کشمیر موومنٹ ۱۹۳۰ء، ۳۱ء، ۳۲ء، ۳۳ء، ۳۴ء تک، حضرت مصلح موعودؓ نے کشمیر موومنٹ کا آغاز کیا اور اس کے متعلق بکثرت مضامین شائع کئے۔ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی رائے عامہ کو جگایا اور انہیں سمجھایا کہ تم کشمیر کے معاملات اور کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کے معاملات سے بالکل غافل پڑے ہو، اٹھو اور کسی جدوجہد کا آغاز کرو۔ جب یہ آغاز ہوا تو علامہ اقبال ہی نے سب سے پہلا نام میرزا بشیر الدین محمود احمد کا پیش کیا۔ اب یہ بھی تاریخ کے وہ پہلو ہیں جن کے متعلق مستند حوالوں سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ سے بڑھ کر کشمیر کی آزادی کی مہم چلانے والی اور کوئی جماعت نہیں تھی۔

جہاں تک فلسطین کا تعلق ہے فلسطین کے متعلق سب سے پہلا تنبیہی مضمون جو شائع کیا ہے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے شائع فرمایا ہے۔ آپ ہی نے فلسطینیوں کو متنبہ کیا کہ اپنی زمینیں یہودیوں کے ہاتھوں بیچنے سے باز آ جاؤ۔ اگر تم نے یہ زمینیں بیچیں تو اب تو ان کو وہاں کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہے، ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ تمہاری زمینیں خرید کر یہ اپنے کھڑے ہونے کی جگہ بنائیں گے اور پھر اسے پھیلا دیں گے اور رفتہ رفتہ ان کا دائرہ اثر تمہارے سارے مسلمان ممالک جو عرب میں موجود ہیں ان سب پر محیط ہو جائے گا اور یہ بہت ہی خطرناک حرکت ہے جو تم کر رہے ہو اس سے توبہ کرو۔ اس موقع پر اس مضمون کی تائید میں عراق اور فلسطین اور دوسرے اخبارات میں سے بہت سے دانشور ایسے تھے جن کے ایڈیٹر، جنہوں نے کھل کر تائیدی مضامین لکھے، انہوں نے کہا اگر کوئی صحیح مشورہ دے رہا ہے تو اس وقت جماعت احمدیہ کا سربراہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ہی ہے جو صحیح مشورہ دے رہا ہے۔

آپ نے ان کے جذبات کو ابھارنے کے لئے بڑی پرزور تحریریں لکھیں لیکن افسوس ہے کہ ان لوگوں نے ان پر کان نہ دھرے۔ ایک تحریر کا نمونہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ نے لکھا، ’’سوال فلسطین کا نہیں، سوال مدینے کا نہیں، سوال یروشلم کا نہیں، سوال خود مکہ مکرمہ کا ہے۔ سوال زید اور بکر کا نہیں، سوال محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت کا ہے۔ دشمن باوجود اپنی مخالفتوں کے اسلام کے مقابل پر اکٹھا ہو گیا ہے کیا مسلمان باوجود ہزاروں اتحاد کی وجوہات کے اس موقع پر اکٹھا نہیں ہو سکتا‘‘۔ الكفر ملة واحدة کا رسالہ جو شائع ہوا ہے اس کا حوالہ الفضل ۱۹۴۸ء سے ہے۔ یہ الكفر ملة واحدة کا جو مضمون ہے یہ تو سارے عرب میں اور اس سے باہر بھی بہت شہرت پکڑ گیا تھا۔ تو یہ الفاظ تھے جن سے آپ نے مسلمانوں کی غیرت اور عزت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کو انگیخت کیا۔

پاکستان کے قیام کے دوران جو خدمات چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ادا کی ہیں وہ ایک الگ تفصیلی باب ہے جس کے متعلق چوہدری محمد علی صاحب سابق وزیر اعظم پاکستان اپنی مشہور کتاب ’’پاکستان‘‘ کے صفحہ ۳۶۰ پر تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔ چوہدری محمد علی صاحب احمدی تو نہیں

تھے۔ بنگالی، شریف النفس انسان تھے اور پاکستان کے وزیر اعظم رہے ہیں انہوں نے کھلے لفظوں میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو خراج تحسین پیش کیا کہ پاکستان کے قیام کے بعد کشمیر کی حمایت میں اس سے زبردست تقریریں آپ کو کہیں اور نہیں ملیں گی جیسے ظفر اللہ خان نے کیں اور جو کوششیں کیں ان کا ذکر طویل ہے۔

جہاں تک مسئلہ فلسطین کا تعلق ہے حضرت مصلح موعودؓ نے اس کا آغاز کیا اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے یونائیٹڈ نیشنز یعنی اقوام متحدہ میں مسئلہ فلسطین کی ایسی پیروی کی کہ اس کی کوئی نظیر آپ کو کہیں تاریخ میں نہیں ملے گی، حیرت انگیز وضاحت و بلاغت سے پانچ پانچ گھنٹے آپ نے تقریریں کیں۔ اور ایک ایسا موقع تھا جب کہ امریکہ اور اسرائیل کی یعنی جو بننے والا تھا ابھی، اسرائیلیوں کی سازش سے تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے کہ یونائیٹڈ نیشنز میں جب یہ مسئلہ پیش ہو گا تو بھاری اکثریت اسرائیل کے قیام کے حق میں ووٹ دے گی اس وقت ظفر اللہ خان اٹھے ہیں تقریر کے لئے اور فی البدیہہ ایسی تقریر کی ہے کہ مسلمان جتنے بھی نمائندے تھے وہ جوش سے بار بار اٹھتے تھے اور بعض روتے ہوئے آپ کے ہاتھوں کو چومتے تھے کہ ظفر اللہ خان تم نے اسلام اور فلسطین کی حمایت کا حق ادا کر دیا۔

اس کے اوپر جو بعد میں تبصرے چھپے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں ان کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں صرف اتنا بتا دیتا ہوں کہ امریکہ اور صیہون کی پوری کوششوں کے باوجود اس وقت کے نمائندگان جو یونائیٹڈ نیشنز میں موجود تھے ان کی اکثریت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے دلائل سے متاثر ہو گئی۔ اگر اس وقت ووٹ لے لیا جاتا تو اسرائیل کے قیام کا ریزولیوشن پاس ہونا ناممکن تھا۔ اس وقت جیسے دجل کی عادت ہے فوری طور پر امریکہ نے دخل دے کر یہ سوال اٹھایا کہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے ابھی ووٹ نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ ان کو پتہ تھا کہ اگر اسی وقت ووٹ ہو جاتے تو یہودی حکومت کے قیام کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ یہ وقت مانگا اور تمام دنیا کی حکومتوں پر دباؤ ڈالا کہ تم اپنے فلاں نمائندہ کو جو اس وقت یہود کی حکومت کے خلاف ہو چکا ہے حکماً، جبراً مجبور کرو کہ اپنا ووٹ فلسطین میں یہود کی حکومت کے قیام کے حق میں دے اس کے خلاف نہ دے۔ جب ساری گنتی کر لی اور یقین ہو گیا کہ اب ہر صورت میں یہودی حکومت کے قیام کے حق میں فیصلہ ہو گا تب کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے یونائیٹڈ نیشنز میں جس کو ڈویژن کال کہتے ہیں یعنی ووٹ طلب کئے کہ بتاؤ کون کس کے حق میں ہے۔ اس وقت حال یہ تھا کہ بعض نمائندگان روتے ہوئے ظفر اللہ خان سے کہہ رہے تھے کہ ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ ہم ابھی بھی اس بات پر سو فیصد مطمئن ہیں کہ فلسطین پر یہودی حکومت کا قیام جائز نہیں لیکن اپنی حکومتوں کے ہاتھوں مجبور ہیں اور بالآخر معمولی اکثریت سے یہ فیصلہ ہو گیا جو اس سے پہلے بھاری اکثریت سے اس فیصلے کو رد ہو جانا چاہئے تھا یعنی اگر اس وقت جس وقت ظفر اللہ خان نے تقریر ختم کی تھی اس وقت اگر ووٹ ہوتے تو یونائیٹڈ نیشنز کی بھاری اکثریت اس فیصلے کو رد کر دیتی۔

ارشاد نبوی

خَیرُ الزَّادِ التَّقویٰ

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دعا:-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان- 248-1652 ,248-5222

رہائش- 243-0794 ,27-0471

اس کے بعد کیا ہوا، کس طرح عرب نمائندوں نے ظفر اللہ خان کی محبت کے گیت گائے ہیں، کس طرح بعد میں عرب رسالوں نے خواہ وہ کسی عرب ملک سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے اخبارات نے ظفر اللہ خان کی مدح سرائی کی ہے اس میں یہاں تک لکھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ سے آج کے زمانے تک یعنی جب سے رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور پہلا دور ختم ہوا، اس کے بعد آج تک جتنا بھی زمانہ گزرا ہے اس میں ظفر اللہ خان سے بڑھ کر اسلام کا حامی ہم نے نہیں دیکھا۔ یہ ساری باتیں فراموش کر دی گئیں، عمداً ان کو مٹایا جا رہا ہے۔ اس تاریخ کو جو یونائیٹڈ نیشنز کے مسودات کا حصہ بنی ہوئی ہے اس کو پاکستان نظر انداز کر دیتا ہے۔ اب یہ کیا انصاف ہے یہ کیسی تاریخ ہے۔ آئندہ آنے والی تاریخ ان تاریخ دانوں کو جو آج کل پاکستان پر مسلط ہیں ان کو لازماً جھوٹا اور بدکردار ثابت کرے گی۔ آئندہ آنے والی نسلیں ان کی تیار کردہ تاریخ پر لعنتیں ڈالیں گی اس میں کوئی بھی شک نہیں۔ سردست ان کا پلہ بھاری ہے یہ جس چیز کا جو چاہیں نام رکھ لیں۔ اپنے صحراء کو بے شک جنت نشان بتاتے رہیں لیکن اس جنت میں جو حرکتیں ہو رہی ہیں وہ اس جنت میں نہیں ہو سکتیں جس کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے، کوئی دور کی بھی نسبت نہیں۔

اب میں اس مختصر ذکر کے بعد اٹامک انرجی اور اس کا پس منظر آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جو سہرا بھٹو صاحب کے سر پر باندھا جا رہا ہے یہ سراسر جھوٹ ہے۔ اس کا سہرا اگر کسی پاکستانی سیاستدان کے سر بندھنا چاہئے تو وہ ایوب خان ہیں۔ جنرل ایوب خان سے ہی اٹامک انرجی کے انسٹی ٹیوشن کا آغاز ہوا ہے۔ اور عجیب بات ہے کہ گوہر ایوب صاحب خود اپنے باپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں جو حالات رونما ہوئے اس کے نتیجے میں **جنرل ایوب خان نے یہ پہلا فیصلہ کیا تھا کہ ہمیں لازماً ایٹمی توانائی کی طرف توجہ کرنی ہو گی** ورنہ ہم ہندوستان جیسے مدمقابل کے سامنے مات کھا جائیں گے اور پھر کوئی بعید نہیں کہ ہندوستان ہمارے ملک پر قابض ہو جائے۔ اس لئے ایک ہی علاج ہے کہ ایٹمی توانائی کو فروغ دیا جائے۔

ایوب خان کی نظر انتخاب جس سائنس دان پر پڑی جس پر آپ کو کامل اعتماد تھا وہ ڈاکٹر عبد السلام تھے۔ ڈاکٹر عبد السلام نے ابتدائی اور بنیادی خدمات سر انجام دیئے ہیں ایسا کردار ادا کیا کہ اگر کوئی مؤرخ شریف النفس ہو تو اس کردار کو بھلا نہیں سکتا۔ اور اس معاملے میں ایسی سیکریسی (Secrecy) سے کام لیا ہے جس کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کو ہم ہٹا رہے ہیں ہر جگہ سے کیونکہ یہ اپنے راز کی باتیں دوسروں کو بتا دیتے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے ان امور میں اس قدر اخفاء سے کام لیا ہے کہ بہت بعد تک جب یہ سارے واقعات گزرے مجھے ملتے رہے تو ایٹمی توانائی میں اپنا جو کردار تھا اس کا ذکر بھی نہیں کیا انہوں نے۔ سرسری سا ذکر کرتے رہے ہیں اور تاثر یہ دیا کہ گویا ایٹمی توانائی کا جو کام ہوا ہے یہ بعد میں ہوا ہے۔ جھوٹ تو نہیں بول سکتے تھے مگر تاثر یہ دیا۔ میں نہیں جانتا کن الفاظ سے مجھ پر یہ تاثر قائم ہوا مگر اپنے نفس کو بڑھانے کی ان کو عادت ہی نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک انتہائی منکسر المزاج انسان تھے، سچے پاکستان کے ہمدرد اور ایوب خان نے جو اعتماد آپ پر کیا اس کو سچا ثابت کر دکھایا۔

یہ جتنے اٹامک، نیوکلیر کمیشن بنے ہیں **مختلف قسم کے اٹامک یعنی یورینیم وغیرہ کی افزائش کے انتظامات ہوئے ہیں ان سب میں ڈاکٹر عبد السلام کے مشورے کے مطابق وہ سائنس دان ملوث ہوئے ہیں جن میں سے ایک بڑی تعداد احمدی سائنس دانوں کی تھی۔** اور اگر وہ احمدی سائنس دان اس پر کام نہ کرتے تو آج کسی ایٹم بم کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا پاکستان کے لئے۔ اور یہ الزام کہ وہ اپنی خبریں احمدیوں کو دیتے ہیں اس قدر جھوٹا اور لغو ہے کہ اب جبکہ یہ واقعہ ہو گیا تو امریکہ سے شیخ لطیف صاحب نے جو اس وقت چوٹی کا کردار ادا کرنے والے تھے انہوں نے پہلی بار مجھے لکھا ہے کہ یہ سارے جھوٹ بول رہے ہیں، بات کچھ اور ہی ہے۔ ایوب خان کے زمانے میں آغاز ہوا اور میں ان سائنس دانوں میں سے ہوں جنہوں نے اولین کلیدی کردار ادا کیا ہے یورینیم کی افزائش کے تعلق میں۔ اور مدتوں اس پر کام کیا، مختلف ممالک کے دورے کئے ہیں اور افزائش کے سلسلے میں اگر یہ سارا کام جو مخفی طریق پہ ہوتا رہا ہے اگر یہ نہ کیا جاتا تو آج پاکستان ایٹم بم بنانے کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

تو اول طور پر یاد رکھیں کہ اس کا سہرا نہ بھٹو کے سر ہے نہ ضیاء الحق کے سر ہے، نہ نواز شریف

کے سر ہے۔ یہ سارے بعد میں شہرت لوٹنے والے لوگ ہیں۔ سہرا اگر کسی پاکستانی سیاست دان کے سر ہے تو وہ جنرل ایوب خان تھے۔ بہت گہرے انسان جن کی نظر ملک و قوم کے مفادات پر تھی اور دیکھنے میں ایک سادہ سے جرنیل تھے۔ مگر ان کی بہت باریک اور گہری نظر اسلامی مفادات اور ملکی مفادات پر پڑا کرتی تھی۔ اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ یہ اٹامک انرجی کمیشن قائم ہوا۔ اس میں ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ خاموشی سے کام کرتے تھے اور اپناڈ کھاوا منظور ہی نہیں تھا۔ اس وجہ سے بھی اس زمانے کی تاریخ کو اب بھلادیا گیا ہے ورنہ اگر اس وقت وہ کھل کر یہ باتیں کرتے تو ان کو ذاتی شہرت تو مل سکتی تھی مگر سب دنیا کی نظریں پاکستان کے اٹامک پروگرام پر ہوتیں اور اس وقت دخل اندازی کر کے وہ اس کی بنیاد ہی قائم نہ رہنے دیتے۔ پس اپنی انا کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کی انہوں نے اور اعتماد کیا تو احمدیوں پر کیا اور ڈاکٹر عبدالسلام نے جن لوگوں کے نام پیش کئے ان سب کو قبول کیا۔ وہی نام ہیں جن میں سب سے بڑا نام اس وقت منیر احمد صاحب کا ہے۔ منیر احمد صاحب نے جو بڑے جرأت والے بااخلاق انسان ہیں اٹامک انرجی کمیشن میں بہت بڑا کام سرانجام دیا ہے۔ اس کو منظم کرنے میں بعد ازاں ان کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اور یہ تسلیم کرتے ہیں کھل کر کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے لائے ہوئے تھے اور انہی کے اعتماد کی وجہ سے ان کو یہ توفیق ملی ہے۔ اب منیر احمد خان صاحب زندہ موجود ہیں، آپس میں یہ لوگ جتنا بھی فخر بانٹنا چاہیں ایک دوسرے سے چھین چھین کے بے شک بانٹیں، ان سے اگر کوئی پوچھے کہ بتاؤ کہ اٹامک انرجی کمیشن کے آغاز میں سب سے اہم کردار کس نے ادا کیا تو وہ بلاشبہ کہیں گے کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے۔

انہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام پر ان کی وفات کے بعد جو مضمون لکھا، جو ٹریسٹ میں پڑھا گیا اس میں بہت کھل کر ڈاکٹر عبدالسلام کی عظمت کے گیت گائے ہیں اور ان سب باتوں کا اگر آج کسی غیر احمدی سائنسدان کو قطعی یقینی علم ہے تو وہ یہ منیر احمد خان صاحب ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ پرائیویٹ مجالس میں جب ان سے پوچھا جائے گا تو یہ ضرور بتائیں گے۔ لیکن اس آغاز کی تاریخ کا انہوں نے کیوں ذکر نہیں کیا میرے نزدیک پاکستانی حکومت اور پاکستانی میڈیا اور پاکستانی اخبارات اس کے متحمل ہی نہیں ہو سکتے تھے اس لئے بعید نہیں کہ انہوں نے بیانات میں یہ سچی باتیں کہی ہوں لیکن ان کو بالکل کلیۃً نظر انداز کر دیا گیا ہو اور ملیامیٹ کر دیا گیا ہو۔

تو اس وقت جو پاکستان کی نیوکلیئر افزائش کے تعلق میں ایک عالمی حیثیت قائم ہو گئی ہے اس میں اول کردار ایوب خان اور دوئم کردار جو سائنسی کردار ہے یہ ڈاکٹر عبدالسلام نے ادا کیا۔ ڈاکٹر سلام صاحب نے یورینیم کی افزائش کے سلسلے میں ڈیرہ غازیخان میں یورینیم کے ذخائر کی دریافت کے بعد اس کو کس طرح ایٹمی توانائی کے قابل بنایا جا سکتا ہے اس کے متعلق سب سے اہم مشورے دئے اور شیخ لطیف صاحب جو احمدی سائنس دان ہیں یہ وہ سائنس دان ہیں جن کو اس کام پر مامور رکھا ہے۔ بڑی خاموشی کے ساتھ، بغیر کسی انانیت کے جذبے کے تحت کریڈٹ لینے کی کوشش کے، انتہائی خاموشی اور اخفاء کے ساتھ یہ کام کرتے رہے ہیں۔ اور اس کی تفصیل میں یہاں بیان نہیں کر سکتا لیکن میرے پاس وہ سارے کوائف موجود ہیں۔ اگر میں بیان کروں تو دنیا حیران رہ جائے گی کہ احمدی سائنس دانوں نے کتنی خاموشی کے ساتھ وہ خدمات سرانجام دی ہیں جن کے بغیر پاکستان میں نیوکلیئر افزائش کا کوئی سلسلہ ہی نہیں چل سکتا تھا۔ کسی غیر معروف جگہ میں بیٹھ کر یہ لیبارٹریاں بناتے رہے ہیں۔ وہ آج کی جو جدید لیبارٹری بنی ہے وہ اسی لیبارٹری کے خدوخال پہ بنی ہے جو انہوں نے تجویز کی تھی اور بنا کے دکھائی تھی تو بلیو پرنٹ بھی ان کا ہی تیار کردہ تھا اور بلیو پرنٹ کو ڈھال کر عملی شکل دینے میں بھی انہوں نے ہی سب سے بڑا کردار ادا کیا اور بعد میں جب زیادہ وسعت کی ضرورت پڑی تو بعینہ انہی کی سکیم کو آگے بڑھا کر وسعت دی گئی ہے۔ اب یہ امریکہ میں ہیں شیخ لطیف احمد صاحب جن کا اس سارے واقعہ کے بعد مجھ سے رابطہ ہوا ہے۔ اس سے آپ اندازہ کریں کہ ان کو کچھ بھی پرواہ نہیں تھی اپنی انا کے اظہار کی۔ جب تک یہ دھماکے نہیں ہوئے اس وقت تک انہوں نے مناسب نہیں سمجھا کہ مجھے بھی بتائیں کہ اس سے پہلے کیا کرتے رہے ہیں۔

انہوں نے کچھ اور سائنس دانوں کے نام بھی بھیجے ہیں۔ ڈاکٹر منیر احمد خان صاحب کی سربراہی میں جو ٹیم بنائی گئی تھی اس میں جو احمدی سائنس دان کلیدی اسامیوں پر فائز تھے ان میں ایک شیخ لطیف احمد صاحب یہی امریکہ والے، دوسرے مرزا منور احمد صاحب کینیڈا والے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے نام ہیں مثلاً محمود احمد شاد صاحب ٹورانٹو کینیڈا میں ہیں۔ نیوکلیئر فیوژن کی مینجمنٹ میں انہوں نے بہت بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔ شیخ لطیف صاحب کا جو کردار رہا ہے ۱۹۶۱ء سے ۱۹۸۹ء تک، مینوفیکچر آف نیوکلیئر ریسرچ Equipment یہ انہی کا کارنامہ ہے۔ ۱۹۷۲ء میں مینوفیکچر آف یورینیم ایکسٹریکشن پائلٹ پلانٹ انہوں نے تجویز کیا۔ انہوں نے اپنے سامنے بنوا کر دکھا دیا کہ یہ تجویز محض ایک خیالی تجویز نہیں، عملاً یہ ہو سکتا ہے۔ ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۹ء پراسیسنگ۔ آف یورینیم مینوفیکچرنگ نیوکلیئر فیوژن یہ بھی ان کا کارنامہ ہے۔

اب یہ اس کو جو مرضی اپنے سر تھوپنے کی کوشش کرے یہ وہ حقائق ہیں جو پاکستان کی تاریخ میں مندرج ہیں اور ان حقائق کو یہ مٹا سکتے ہی نہیں۔ اس لئے قدیر خان صاحب کی باتیں ہوں یا کسی اور سائنس دان کی باتیں ہوں حقیقت میں یہ احمدی سائنٹسٹ ہیں جنہوں نے بہت گہری علمی خدمات سرانجام دی ہیں اور آج کا ایٹم بم ان کا مرہون منت ہے۔ یہ جو کہا جا رہا ہے کہ عبدالقدیر نے فیوژن میں کام کیا باقی سب کام دوسروں نے کئے، یہ سب غلط ہے۔ عبدالقدیر صاحب کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں تھی، کوئی شمار ہی نہیں تھا پروپیگنڈا کے سپیشلسٹ ہیں وہ اور بہت پروپیگنڈا کیا ہے انہوں نے۔ اس کے متعلق اخبارات میں یہ خبریں شائع ہو چکی ہیں کہ کس طرح بعض صحافیوں کو انہوں نے خریدا اور اپنی جیب سے پیسے خرچ کر کے ان کو اپنی تائید میں لکھنے پر آمادہ کیا۔ اب یہ ساری باتیں پاکستان کے اخبارات میں چھپی ہوئی موجود ہیں ان کی تفصیل میں میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ مجھے پسند نہیں کہ عبدالقدیر خان صاحب کے کئے کرائے پر پانی پھیرنے کی کوشش کروں۔ ان بے چاروں نے جو کچھ کریڈٹ لے لیا ہے اللہ ان کو مبارک کرے مگر تاریخ بدلنے کا ان کو کوئی حق نہیں تھا۔ جو تاریخ کہہ رہی ہے وہ یہ باتیں ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

شیخ لطیف صاحب کے علاوہ مرزا منور احمد صاحب ٹورانٹو کا میں نے بتایا ہے اسی طرح ڈاکٹر محمد افضل صاحب ۱۹۶۴ء سے ۱۹۶۹ء تک سنٹر فار نیوکلیئر سٹڈیز میں لیکچرار رہے ہیں یعنی پروفیسر تھے اور اٹامک انرجی کے سائنس دانوں کو نیوکلیئر سائنس کی ٹیکنالوجی پڑھانے میں انہوں نے سب سے نمایاں کام سرانجام دیا ہے۔ جو ٹیم بنی ہے، بہت سارے کثرت سے لوگ Involve ہوتے ہیں ایسے کاموں میں، اس ٹیم کو بنانے میں بھی احمدی پروفیسرز کا دخل ہے۔ تو تعجب کی بات ہے کہ ان سب باتوں کو آج کا پاکستان کلیۃً بھلا رہا ہے اور ایک نئی تاریخ کو جنم دینے کی کوشش کر رہا ہے جو سراسر جھوٹی ہے۔ اس مختصر ذکر کے بعد چونکہ میں نے حوالے نہیں پڑھے جو مختلف مضامین کے میرے پاس موجود ہیں اس لئے میرے اندازے سے جلدی وقت ختم ہو گیا ہے ورنہ میرا خیال تھا کہ اگر یہ حوالے پڑھوں تو بھرپور اوقت ہو جائیگا۔ پھر ڈر کے مارے نہیں پڑھے کہ زیادہ ہی وقت نہ لگ جائے اب مختصر تبصرہ کر کے اس خطبے کو ختم کر دیتا ہوں۔

آج کا دور یعنی وہ دور جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوتا ہے اس دور میں ایک بھی ایسی بات نہیں جو مسلمانوں کے مفادات سے تعلق رکھتی ہو اور اس کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے غلاموں نے نہ کیا ہو۔ مسلم لیگ کی بنیاد بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈالی۔ مسلم لیگ کا تذکرہ

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

طالب دُعا :- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather Ladies and Gents Bag. Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لازماً الہاماً اس طرف توجہ پیدا ہوئی کہ ہندوستان کے جتنے مسلمان ہیں ان کو اکٹھا ہو کر ایک لیگ کی بنیاد ڈالنی چاہئے۔ اور آج کی مسلم لیگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مٹانے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ عجیب کردار ہے جس کو ہرگز اللہ قبول نہیں فرماتا اور اس کا بد اثر کچھ دیکھ رہے ہیں، کچھ اور بھی دیکھیں گے۔

پاکستان کی تاریخ میں جماعت احمدیہ نے جو کردار ادا کیا اس سلسلے میں تمام مستند کتابیں جو پہلے زمانے کی چھپی ہوئی ہیں، رئیس احمد جعفری کی کتاب ہو یا کوئی اور ان میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ تمام ہندوستان کی مذہبی جماعتوں میں اگر کوئی جماعت تھی جس نے پاکستان کی تعمیر میں کام کیا ہے تو یہ جماعت احمدیہ تھی۔ اور اب ان کے سکول کی لغو اور لچر کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مولویوں نے پاکستان کو تعمیر کیا اور جماعت احمدیہ اس کی مخالف رہی ہے۔ تو ہر چیز میں انہوں نے واضح جھوٹ اور ناشکری سے کام لیا ہے اس کے نتیجے میں یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ ان کی ان زیادتیوں کو نظر انداز فرمادے۔ ہمیشہ خدا کا یہی دستور رہا ہے کہ جماعت کو توفیق بخشتا ہے۔ جب یہ لوگ نظر انداز کرتے ہیں تو ان کو سزا ملتی ہے۔

کشمیر میں جب بالآخر علامہ اقبال نے حضرت مصلح موعودؓ کی کوششوں کو نظر انداز کیا تو اسکے بعد پھر کشمیریوں پر مظالم کا ایک ایسا دور شروع ہوتا ہے جس کو قیام پاکستان ہی نے آکر ختم کیا یا ایک حد تک ختم کیا اور قیام پاکستان کے بعد دوبارہ پھر اگر کشمیریوں کی حمایت کے آغاز کا موقع ملا تو حضرت مصلح موعودؓ کو ملا ہے۔ کس طرح ان باتوں سے آنکھیں بند کرتے ہیں تعجب ہے۔ یقین نہیں آتا کہ کوئی شخص اس طرح حقائق کو دیکھ کر ان سے آنکھیں بند کر کے بالکل ایک مختلف بات، من گھڑت بات اس کی جگہ بنالیتا ہے۔

کشمیر کی تاریخ کے متعلق اب میرے پاس حوالے تو نہیں ہیں جو مجھے زبانی یاد ہے وہ یہ ہے کہ پارٹیشن کے فوراً بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رتن باغ سے اس تحریک کا آغاز کیا ہے۔ احمدی آفیسرز آپ کو ملنے آتے رہے اور بہت سے غیر احمدی افسران آپ کو ملنے کے لئے آتے رہے کیونکہ ان کو اعتماد تھا کہ اگر یہ تحریک کوئی شروع کر سکتا ہے تو صرف آپ کر سکتے ہیں۔ صوبہ سرحد میں رائے عامہ کو درست کرنے کے لئے آپ نے احمدی بااثر پٹھانوں کو مقرر کیا اور انہوں نے تمام صوبہ سرحد کا دورہ کر کے رائے عامہ کو کشمیر کے حق میں ابھارا اور جو جتھے جانے شروع ہوئے ہیں کشمیر کی تائید میں یعنی پٹھانوں کے جتھے وہ جماعت احمدیہ نے بھیجے تھے۔

اب یہ جو چاہیں اس کا نام رکھ دیں۔ یہ حقائق ہیں جو تاریخ کے حقائق ہیں ان کو کوئی شریف النفس انسان ملیامیٹ نہیں کر سکتا۔ چاہے بھی تو نہیں کر سکتا۔ بدباطن بھی ملیامیٹ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ یہ جیسے پتھر پر تحریریں لکیر بن جاتی ہیں جو مٹائی نہیں جاسکتیں وہ لکیر ہے یہ تاریخ پر، جس کو اب یہ لوگ مٹا نہیں سکتے۔ مگر جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے آپ کو صبر سے کام لینا ہوگا۔ وقت بدل جایا کرتے ہیں۔ پہلی قوموں نے بھی بہت صبر سے کام لیا ہے اور بالآخر حقیقی تاریخ کے نقوش ان مٹائی ہوئی تحریروں میں سے ابھرنے شروع ہوئے اور نئے نقشوں نے جگہ لی ہے۔

پس جماعت احمدیہ کو میری یہ نصیحت ہے کہ آپ صبر سے کام لیں۔ جہاں تک ممکن ہے ان باتوں کو اخباروں میں شائع کرنا شروع کریں کیونکہ اس قوم کی یادداشت بہت ہی چھوٹی ہے۔ اگر کوشش کریں گے تو کوئی بعید نہیں کہ اگر احمدیوں کے وفود ملیں پاکستان کے بعض کرتا دھرتا ایڈیٹرز ہوں یا اخباروں کے مالک ہوں ان سے ملیں تو ہرگز بعید نہیں کہ وہ سچی بات کر سکتے ہوں یا کریں۔ مثلاً نوائے وقت ہے اس کے حمید نظامی صاحب کے بیٹے اِس وقت نوائے وقت پر قابض ہیں۔ اِس وقت کے نوائے وقت کا کردار اتنا مکروہ ہے کہ انسان تعجب کرتا ہے کہ حمید نظامی کا بیٹا اس حد تک گر چکا ہوگا کہ اپنے باپ کے مسلک سے بالکل مختلف مسلک اختیار کر لے گا، حالانکہ نوائے وقت حمید نظامی کا بنایا ہوا اخبار ہے، حمید نظامی کی صحافت کی عظمت ہے جس نے نوائے وقت کو ایک اہمیت بخشی ہے۔

نوائے وقت ۲۴ر اگست ۱۹۴۸ء کا آپ دیکھیں۔ ۱۹۴۸ء میں ۲۴ر اگست کو حمید نظامی نے کیا لکھا۔ وہ لکھتے ہیں، ”ہندوستان نے کشمیر کا قضیہ یو این او میں پیش کر دیا۔ چوہدری صاحب پھر نیویارک پہنچ گئے۔ ۴ر فروری ۱۹۴۸ء کو آپ نے یو این او میں دنیا بھر کے چوٹی کے دماغوں کے سامنے اپنے ملک و ملت کی وکالت کرتے ہوئے مسلسل ساڑھے پانچ گھنٹے تقریر کی۔ ظفر اللہ خان کی تقریر ٹھوس دلائل اور حقائق سے لبریز تھی۔ کشمیر کمیشن کا تقرر ظفر اللہ کا ایک ایسا کارنامہ ہے جسے مسلمان کبھی نہ بھول سکیں گے“۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے۔ مسلمانوں نے تو بھلا دیا ہے۔ مگر مسلمانوں نے کب بھلایا ہے۔ جو بھلانے والے ہیں ان کا نام مسلمان ہے ان کا کردار مسلمان نہیں ہے۔ اگر حقیقت میں ان کا کردار بھی مسلمان ہوتا، ان میں اسلامی جذبہ تشکر کا ایک معمولی سا جذبہ بھی ہوتا تو نا ممکن تھا کہ یہ ان واقعات کو بھلا سکتے۔

اُس زمانے کے اخبارات میں کچھ شرافت موجود تھی، کچھ باتیں وہ جرأت سے کہہ دیا کرتے تھے۔ جو شرافت اب اِن اخبارات میں جو آج کل چل رہے ہیں نام کو بھی نہیں رہی۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے عرض کیا ہے کہ جماعت کو جدوجہد کر کے اُن لوگوں کو جو اخبارات کے مالک ہیں یا ایڈیٹر ہیں بار بار ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ میرا تجربہ ہے کہ بعض دفعہ دیکھنے میں لگتا ہے کہ بہت مخالف اور متعصب ہے، جب ملا جائے اور بات سمجھائی جائے تو اندر کا انسان جاگ اٹھتا ہے۔ اس لئے نوائے وقت ہو یا دوسرے اخبارات ہوں ان کے سربراہوں سے جن کے ہاتھ میں ان کی کلیدیں ہیں اور ان کے مدیروں سے ضرور ملنا چاہئے اور پوری کوشش کرنی چاہئے کہ ان کے اندر کا ضمیر جاگ اٹھے۔

اب یہ Stated Weekly of Pakistan کا ایک حوالہ میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ ۱۴ر مارچ ۱۹۵۰ء کی اشاعت میں لکھتا ہے، ”ہمارے وزیر خارجہ نے وہ ناموری حاصل کی ہے جو بلاشبہ کسی دوسرے ملک کو نصیب نہیں ہے۔ یعنی وزارت خارجہ کا جو حق ظفر اللہ خان نے ادا کیا ہے وہ دنیا بھر کے کسی وزیر خارجہ کو نصیب نہیں ہوا۔ چھوٹے سے ملک کا نمائندہ ہو کر شہرت کے آسمان پر ایسا ابھرے اور ایسا چمکے ہیں کہ دنیا بھر کے وزرائے خارجہ کو بالکل ماند کر کے دکھا دیا۔ اڑھائی سال کے عرصہ میں بیرونی دنیا میں انہوں نے پاکستان کی ساکھ کو قائم کرنے اور اس کی عزت و وقار کو چار چاند لگانے کا جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ سلامتی کونسل میں جس طریق پر انہوں نے مسئلہ کشمیر کا معاملہ پیش کیا ہے اس سے اس فریب کا جو پاکستان کو دیا جا رہا ہے پردہ چاک ہو گیا ہے۔ Lake State میں کمال بے جگری سے انہوں نے کشمیر کی جنگ لڑی ہے اور دنیا کے سامنے یہ ثابت کر کے کہ بین الاقوامی قوانین کی روشنی میں کسی بھی زاویہ نگاہ سے کیوں نہ دیکھا جائے جارحانہ اقدام کا ارتکاب کرنے میں پہل دوسرے فریق نے کی ہے۔ وہ اس جنگ میں فتحیاب رہے ہیں۔ قائداعظم مرحوم کی طرح وہ جھکنا نہیں جانتے تھے۔ وہ اس فتح کے قائل ہی نہیں تھے جو گر کر نصیب ہو“۔ یہ ہے احمدیوں کے کردار کو خراج تحسین۔

جب ان پر اعتماد کیا گیا اور پاکستان کی وکالت ان کے سپرد کی گئی تو اس طرح وفا کے ساتھ، اس طرح سچائی کے ساتھ انہوں نے اس کا حق ادا کیا ہے۔ اب یہ مشہور کر رہے ہیں کہ احمدیوں کو اس لئے کلیدی عہدہ نہیں دیا جاتا کہ ملک کے بھی غدار ہیں اور اسلام کے بھی غدار ہیں۔ بے حیائی کی کوئی حد تو ہونی چاہئے مگر ہمارے بد نصیب وطن میں اس کی کوئی حد معلوم نہیں ہوتی۔ م ش جو نوائے وقت کے مقالہ نگار تھے ان کی ایک تحریر پڑھ کے میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں، ”وہ اردو انگریزی کے ایک بے پناہ، زبردست اور ٹھنڈے دل و دماغ کے اعلیٰ پایہ کے مقرر تھے۔ انہوں نے قائداعظم کے حکم کے تحت پارٹیشن کمیٹی یعنی باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کی جس طرح ترجمانی کی اس کا مکمل ریکارڈ موجود ہے“۔ مگر ذکر بھی نہیں کرتے اس ریکارڈ کا کیونکہ اس کے برعکس نتیجہ نکالنے کے عادی بن چکے ہیں یہ لوگ۔ ”اسی طرح قیام پاکستان کے بعد انہوں نے جس انداز سے کشمیر کے مسئلہ کو سیکیورٹی کونسل کے سامنے پیش کیا یہ اس کا ثمر تھا کہ سیکیورٹی کونسل نے متفقہ طور پر کشمیر کے مستقبل کو عوام کے استصواب رائے سے مشروط کر دیا“۔ یہ جو واقعہ گزرا ہے یہ ظفر اللہ خان کی کوششوں سے ہوا ہے۔ ”چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے عربوں کے کیس کی اقوام متحدہ میں جس خلوص اور دیانت داری، بلند حوصلگی سے نمائندگی کی اس کا اعتراف تمام عالم اسلام کو ہے“۔ ہم پاکستان کو نہیں تو یہ عالم اسلام نہیں ہے۔ م ش جو احمدی نہیں تھے بلکہ ایک دور میں احمدیت کی بڑی

معاندین احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

GUARANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Sonikу
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

سخت مخالفت کیا کرتے تھے ان کا یہ اقرار ہے۔ کہتے ہیں عالم اسلام کو تو اعتراف ہے جن کو نہیں ان کا نام جو مرضی بھی ہو عالم اسلام نہیں ہے۔ ''میں نے جو کچھ دیانتداری سے سمجھا اسے لکھ دیا''۔ یہ م ش کا دیانتداری کا اقرار ہے۔

اب میں اس خطبے کو ختم کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کو صرف یہ نصیحت کرتا ہوں کہ بے دلی اور کمزوری نہ دکھائیں۔ اپنی نیکیوں پر استقامت اختیار کریں۔ قوموں کی تاریخ بدل جایا کرتی ہے۔ بالآخر صبر کو فتح نصیب ہوا کرتی ہے۔ آپ دعائیں کرتے رہیں اور صبر سے کام لیں۔ اس وقت جو حالات ہیں ان میں پاکستان کے سر پر بہت بڑے خطرات منڈلا رہے ہیں اتنے خطرناک حالات ہیں کہ ان کا اگر صحیح علم آپ کو ہو تو دل دہل جائے۔ کوئی شعبہ ایسا باقی نہیں رہا جو بدامنی کا شکار نہ ہو چکا ہو۔ اقتصادی حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ بات تو غلط ہے کہ امریکہ یا دوسرے امیر ملکوں کے بائیکاٹ کے نتیجے میں پاکستان کو کوئی بڑا اقتصادی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بڑی قومیں بڑی خود غرض ہیں۔ جہاں ان کا اپنا مفاد ہو، جہاں یہ خطرہ لاحق ہو کہ اگر انہوں نے تجارتی تعلقات کاٹ دئے تو اس ملک کی منڈی کسی اور ملک کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ وہاں ان کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کہ ہماری عمومی پالیسی کے برعکس تجارتوں کو بحال رکھنے سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔

پس اس بارے میں وزیر اعظم پاکستان مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بالکل صحیح تشخیص کی ہے بار بار قوم کو یقین دلایا ہے کہ ان کی اقتصادی پابندیاں بالکل بے معنی اور لغو باتیں ہیں، خصوصیت سے اس وقت جبکہ ہندوستان اور پاکستان کے مفادات دونوں ہی امریکہ کے مقابل پر اکٹھے ہو چکے ہیں تو اتنی بڑی اقتصادی منڈی جو سارے ہندوستان پر پھیلی ہو اور پاکستان پر پھیلی ہو اس کو نظر انداز کرنے کا دنیا کی کسی بڑی سے بڑی طاقت کو بھی اختیار نہیں۔ یورپین ہوں یا امریکن یا کینیڈین یا جاپانی، ان سب نے اپنی منڈیوں کی ساکھ لازماً قائم رکھنی ہے۔ صرف ایک چیز سے احتیاط کی ضرورت ہے جس سے ہماری اقتصادیات کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور اس نقصان پہنچانے میں یہ لوگ ماہر ہیں۔ وہ یہ ہے کہ پاکستان کو اپنی جتنی بھی ضرورتیں ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے ان کو جو ظاہری پابندیاں ہیں وہ کوئی کام نہیں دے سکتیں لیکن کچھ مخفی ایسے ارادے ہیں جو پاکستان کو مشکل میں ڈالنے کے لئے ان کے کام آسکتے ہیں۔ ظاہر تجارت ہر اس جگہ جاری رہے گی جس تجارت کا مفاد ان کو پہنچتا ہے۔ مخفی تجارت جس میں ہتھیار شامل ہیں، جس میں سائنسی آلات شامل ہیں، جس میں کمپیوٹر شامل ہیں ان کو یہ روک سکتے ہیں لیکن ان کو روکنا بھی دراصل ان کے اختیار میں نہیں کیونکہ پاکستان بعض دوسرے ممالک سے یہی آلات خرید سکتا ہے اور اس طرح ان کی تجارت متاثر ہو سکتی ہے۔ اس کے متعلق یہ ہوشیاری کرتے ہیں کہ وہی آلات دوسری طرف سے مہیا کرتے ہیں۔ اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ آئندہ سے ہندوستان یا پاکستان کو ہرگز یہ آلات مہیا نہیں کئے جائیں گے جن کا بڑے کمپیوٹر سے تعلق ہے یا نیوکلیئر ٹیکنالوجی سے تعلق ہے یہ ہم ان کو نہیں دیں گے اور پھر دوسرے ہاتھ سے، مخفی ہاتھ سے ان کو مہیا کرنے کا انتظام کرتے ہیں اور پیسے زیادہ وصول کرتے ہیں۔ پس Crises جو بھی ہو وہ اپنی Advantage کے لئے اس کو بدل دیتے ہیں اس سے اپنے مقاصد پہلے سے بڑھ کر حاصل کرتے ہیں۔ تو اعلان عام یہ ہوگا کہ ہم ان چیزوں کو بالکل پاکستان اور ہندوستان کے لئے بند کر رہے ہیں اور اندرونی ہاتھ کے ساتھ یہ ساری چیزیں کسی رستے سے مہیا کریں گے اور قیمت بڑھ جائے گی۔ اس لئے جو بڑھی ہوئی قیمت ادا کرنی ہے اس نے پاکستان کی اقتصادیات پر اثر انداز ہونا ہے۔ اس لئے میرا اُن کو یہ مشورہ ہے کہ باقی جتنے مرضی اختلافات ہوں امریکہ اور مغربی طاقتوں اور اسی طرح بڑی طاقتوں جاپان وغیرہ کے مقابل پر جو ہندوستان اور پاکستان کے مشترکہ مصالح ہیں ان کے متعلق ان کو مل کر غور کرنا چاہئے۔ لڑنا ہے تو بے شک لڑیں لیکن ان کے لئے لازم ہے کہ مشترکہ مصالح کے تعلق میں مل کر غور کریں۔ اور اگر ہندوستان کے دانشور اور پاکستان کے دانشور اس معاملے میں اکٹھے ہو جائیں کہ یہ ہمارے مشترکہ مفادات ہیں جو اکیلے اکیلے حل ہو ہی نہیں سکتے، دونوں ایک ایسی پالیسی اختیار کریں کہ مغربی طاقتوں کی پالیسی کو ناکام اور نامراد بنا دیں۔ یہ فیصلہ کر کے جو مشورے کریں گے ان کا معنیٰ ہوگا، وہ معنی خیز مشورے ہونگے اور ان کا بہترین نتیجہ نکل سکتا ہے۔ پس یہ نہیں مانیں گے اس بات کو تو اپنا نقصان اٹھائیں گے مگر لازماً ان کو یہ بات ماننی چاہئے۔ اختلاف اپنی جگہ پر، مشترکہ مصالح اپنی جگہ پر ہیں ان کو کیوں نقصان پہنچانے دیتے ہیں۔ پھر بے شک لڑتے رہیں جو مرضی کریں۔ میں نہیں چاہتا کہ آپس میں ان کی لڑائیاں ہوں مگر میرا مطلب یہ ہے کہ اگر مجبور ہیں لڑنے پر تو پھر لڑتے بھی پھریں بے شک، لیکن مشترکہ مفادات کی حفاظت کے بعد ایسا کام کریں، اس کے بغیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو یہ توفیق عطا فرمائے۔ دونوں کو میرا ایک ہی مشورہ ہے ہندوستان کی فلاح و بہبود کے لئے یا پاکستان کی فلاح و بہبود کے لئے یہ مشورہ دونوں صورتوں میں بہت ضروری ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆

بقیہ صفحہ : ۲

قوموں کے تعلق ایک دوسرے سے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ یہ آیت تمام دنیا پر راجدھانی کر رہی ہے۔ آخری سورۃ یعنی سورہ الناس میں اہم بات یہ ہے کہ بے سہارا لوگوں کیلئے یہ بہترین دعا ہے یعنی اللہ ناس کا رب ہے۔ اس لئے خدا کی طرف دوڑو۔ تمہاری مشکلات کا حل اسی کے پاس ہے۔ اس لئے اے بے سہارا لوگو! نہ تمہاری ملوکیت رہی نہ اقتصادیات رہی۔ اگر اللہ کی طرف لوٹو گے تو اس کی ملوکیت الناس کے حق میں چلے گی ان کے مخالف نہیں چلے گی۔

حضور انور نے فرمایا اس آیت میں اس نظام الٰہی کا ذکر ہے جس کے نمونے ہم نے جماعت احمدیہ میں دیکھے ہیں۔ دنیا میں صرف ایک ہی جماعت ہے جو ساری دنیا میں غرباء کی دیکھ بھال کا انتظام کر رہی ہے۔ آخری سورۃ میں خناس کے شر سے محفوظ رکھے جانے کی دعا کی تاکید کی گئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ آج بھی اور آئندہ بھی وہ پناہیں جو معوذتین میں ہیں ان کے آپ ہمیشہ طلبگار رہیں گے۔

آخر پر حضور انور نے دعا کی غرض سے ایک لمبی فہرست سنائی (جس کا مختصر تذکرہ آخری روز کے درس اور عالمی اجتماعی دعا کی رپورٹنگ میں الفضل میں شائع ہو چکا ہے) اس کے اختتام پر حضور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرائی۔

(الفضل انٹر نیشنل لنڈن۔ ۹۸۔ ۲۔ ۱۳)

احمد آباد میں بائیبل پھاڑنے کا سنگین واقعہ

گزشتہ ماہ احمد آباد میں بعض ہندو انتہا پسند گروپوں کی طرف سے عیسائیوں کی مقدس کتاب بائیبل کو پھاڑنے کا واقعہ منظر عام پر آیا ہے۔ جس کی بازگشت 22 جولائی کو پارلیمنٹ میں بھی سنی گئی۔

پارلیمنٹری امور کے وزیر مدن لال کھورانہ نے مشتعل ممبران کو یقین دلایا کہ سرکار اس واقعہ کے حقائق کے بارے میں جانکاری حاصل کر کے ہاؤس میں بیان دے گی انہوں نے اسے ایک سنگین معاملہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ سرکار قصوروار افراد کے خلاف کارروائی کرے گی۔ مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے والے ایسے واقعات یقیناً قابل مذمت ہیں۔

حقیقی توبہ انسان کو خدا کا محبوب بنا دیتی ہے۔ (حضرت مسیح موعودؑ)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیش قیمت نصائح

جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہو گی

''خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے ایک خلیفہ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہو گی۔ خلیفہ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی سیادت اور قیادت جماعت کو نصیب ہو گی۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں''۔

''ہمیں یہ بھی دُعا کرتے رہنا چاہئے کہ یہ سعادت جو اللہ تعالیٰ نے آج کے زمانہ میں ہمیں نصیب فرمائی ہے کہ ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نمائندگی کر رہے ہیں ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نظر میں زندہ رکھنے کے لائق ہیں اور ہمارے مقابل پر کوئی عددی اکثریت کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی ہم اپنی اس حیثیت کو نہ بھولیں کہ یہ سرداری دراصل خدمت کیلئے عطا ہوئی ہے۔ بنی نوع انسان کی بہبودی کی خاطر عطا ہوئی ہے ان پر راج کرنے کیلئے نہیں ہاں دلوں پر راج کرنے کیلئے ہے۔ دلوں کو فتح کرنے کیلئے ہے ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین رنگ میں اس اصطلاح میں، جس اصطلاح میں قرآن باتیں کرتا ہے ہمیں سیادت عطا فرمائے اور ہمیشہ یہ سیادت قائم اور دائم رکھے''۔

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ ۵ر جولائی ۱۹۸۲ء صفحہ ۲، ۳)

کانپور میں دو عیسائی بھائیوں نے ہندو مذہب اپنایا

کانپور 28 جولائی۔ آریہ سماج مندر گوبند نگر میں سماج مرکزی آریہ سوسائٹی کے صدر دیوی داس آریہ نے دو عیسائی نوجوانوں جو سگے بھائی ہیں کو ان کی مرضی کے مطابق ویدک مذہب (ہندو دھرم) کی تعلیم دے کر ہندو دھرم میں شامل کیا۔ شدھی تقریب میں آریہ نے ان دونوں کے نام ٹمین زول اور ٹائٹس ولسن نام بدل کر بالترتیب بلونت سنگھ اور جسونت سنگھ رکھے۔

تعلیم و تربیت کا آسمانی نظام

ایم ٹی اے کا پس منظر اور برکات

عبدالسمیع خان ۔ ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ

مَیں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

۱۹۰۰ء میں جب بیسویں صدی عیسوی کا آغاز ہوا تو جماعت احمدیہ کی عمر ۱۱ سال تھی۔ ہندوستان میں چنیدہ سعید روحوں نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ہاتھوں پر بیعت کرلی تھی اور ہندوستان سے باہر کئی ممالک میں آپ کا پیغام پہنچ چکا تھا۔ کئی احمدی بھی موجود تھے مگر کہیں بھی کوئی تنظیمی ڈھانچہ وجود میں نہیں آیا تھا۔

مرکز احمدیت قادیان کی کل آبادی ۴۰،۵۰ گھرانوں پر مشتمل تھی۔ جن میں سے اکثریت خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت معاند اور جانی دشمن تھے۔ قادیان پہنچنا کار دارد تھا۔ سعید روحیں گڑھوں بھرے راستوں سے گزر کر درِ حبیب پر آتی رہیں مگر یہ تعداد بہر حال محدود تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے خدام سے رابطہ قادیان آنے والے زائرین سے بالمشافہ ملاقاتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل طریق پر تھا۔

۱۔ حضور کے اسفار۔

۲۔ حضور کی کتب، اشتہارات اور خطوط۔

۳۔ سلسلہ کا اخبار الحکم جو ۱۸۹۸ء سے قادیان سے شائع ہونا شروع ہوا اور بالکل بچپن کی حالت میں تھا۔ اس وقت قادیان میں صرف ایک پریس تھا جس کی بنیاد ۱۸۹۵ء میں ڈالی گئی تھی اور اس کی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی۔

اس زمانہ کے ہندوستان میں رسل و رسائل کا نظام بھی بہت کمزور تھا۔ اس لئے نہ صرف یہ کہ حضور کی کتب و اشتہارات کی اشاعت بھی بہت محدود تھی ان کا ہر احمدی تک پہنچنا ممکن نہیں تھا۔ بلکہ اردو، عربی اور فارسی زبانوں سے نابلد دنیا کی فہم سے بھی بالا تھا۔

ان سب مشکلات پر مستزاد یہ کہ حضرت مسیح موعود کی مخالفت زبانی دعووں سے گزر کر پر تشدد دور میں داخل ہو چکی تھی۔

۱۹۰۰ء میں حضور کے گھر اور مسجد مبارک کو ملانے والا راستہ مخالفین نے دیوار کھینچ کر بند کر دیا جو کئی ماہ کی عدالتی کارروائیوں کے بعد کھولا گیا۔

۱۹۰۱ء میں کابل میں حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ کو شہید کر دیا گیا اور دو سال بعد ۱۹۰۳ء میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کی شہادت کا المناک حادثہ رونما ہوا۔

اس پس منظر میں کون کہہ سکتا تھا کہ تحریک احمدیت نہ صرف زندہ رہے گی بلکہ اس کا زندگی بخش پیغام ایک عالم کی حیاتِ نو کا نقیب بن جائے گا۔ دنیا تو ہر لحہ احمدیت کو موت کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ رہی تھی مگر آسمان کا خدا کہہ رہا تھا:

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

"ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی"

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور دین واحد پر جمع کرے"۔

اور آج جبکہ ہم اکیسویں صدی کے دہانے پر کھڑے ہیں تاریخ کی آنکھ جماعت احمدیہ کو ایک بالکل مختلف تناظر میں دیکھ رہی ہے۔ مسیح موعودؑ کا پیغام زمین کے کناروں تک گونج رہا ہے۔ دنیا کے ۱۵۳ سے زائد ملکوں میں اس کا پرچم لہراتا ہے۔

جماعت احمدیہ ہر ملک میں سینکڑوں مضبوط جماعتوں کی شکل میں قائم ہے اس کا مالی نظام طوعی، رضاکارانہ مگر مستحکم بنیادوں پر استوار ہے۔ یہ تمام اسلامی فرقوں میں سب سے زیادہ منظم فرقہ ہے۔ ہر سال لاکھوں افراد بیعت کر کے اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس کے عالمی مواصلاتی نظام کے ذریعہ ساری جماعت ایک ہاتھ پر جمع ہے۔ اس کے امام اور عام فرد میں کوئی فاصلہ نہیں رہا۔ ہر احمدی اپنے امام کی تازہ ترین ہدایات اور تحریکات سے ہمہ وقت آگاہ رہ سکتا ہے۔

اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں بیان فرمایا ہے ؎

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

جماعت احمدیہ کی زندگی کے یہ دو تناظر مذہب کے طالبعلم کے لئے دلچسپ موازنے کا گہرا سامان اپنے اندر رکھتے ہیں۔

پہلا دور گویا احمدیت کے تخم کو زمین میں بونے کا دور تھا اور آج اس تناور اور بلند و بالا درخت کے فضاؤں میں بلند تر ہونے کا دور ہے۔ اسی دور کو ہم احمدیت کے فضائی دور کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور اس دور کا سہرا ایم ٹی اے (MTA) کے سر ہے۔

ایم ٹی اے کی ضرورت

ایم ٹی اے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ضرورت بھی خود ہی پیدا کی اور خود ہی اسے پورا کرنے کے سامان ظاہر فرمائے۔ یوں تو جماعت کافی دیر سے عالمی رابطہ کی ضرورت محسوس کر رہی تھی مگر اس کی طلب میں اس وقت بے پناہ اضافہ ہو گیا جب خلافت رابعہ کے دور میں جماعت ترقی کے نئے سنگ میل نصب کرنے لگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت کے ٹھیک سو سال بعد حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۸۲ء میں خلیفۃ المسیح الرابع کے طور پر حلف اٹھایا۔ اس وقت جماعت احمدیہ دنیا کے قریباً ۸۰ ملکوں میں قائم تھی۔ ۱۹۸۳ء کے شروع میں ہی آپ نے دعوت الی اللہ کی سکیم کا از سر نو احیاء کیا اور تمام احمدیوں کو داعی الی اللہ بننے کا ارشاد فرمایا۔

پھر آپ نے اس مضمون پر مسلسل خطبات ارشاد فرما کر جماعت میں بے پناہ جوش و جذبہ پیدا کر دیا جس کے نتیجہ میں مخالفین کی نیندیں حرام ہو گئیں۔

امام جماعت احمدیہ سے ملنے کے لئے آنے والے ہجوم در ہجوم لوگوں کو دیکھ کر حکومت پریشان ہو گئی۔ اور ۲۶؍ اپریل ۱۹۸۴ء کو وہ کالا ظالمانہ آرڈیننس نافذ کیا گیا جس کے تحت جماعت احمدیہ کے سربراہ کی پاکستان میں موجودگی ناممکن بنا دی گئی۔ چنانچہ الٰہی اشاروں اور بشارتوں کے تابع حضور انور ایدہ اللہ انگلستان تشریف لے گئے۔

یہ واقعہ احمدیت کی تاریخ میں ناقابل بیان صدمات لے کر آیا۔ مگر اسی تاریکی سے نور کے وہ سوتے پھوٹے جنہوں نے کل عالم کے لئے روشنی کے سورج چڑھا دئے۔

حضور کے سفر ہجرت کی وجہ سے پاکستان کا ہر احمدی گھرانہ ایک مذبح خانہ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ شمع اور پروانوں کے مابین ناقابل عبور فاصلے حائل ہو چکے تھے۔ احمدی اپنے امام کی براہ راست رہنمائی سے محروم ہو چکے تھے۔ وہ موہنی صورت آنکھوں میں بسائے ہوئے آنسوؤں کی راہ سے پگھل رہے تھے۔

مگر اس عُسر کے ساتھ یُسر کے وسیع دور مقدر تھے۔ حضور کے یورپ میں پہنچتے ہی اسلام کا سورج مغرب کی طرف چڑھتا دکھائی دینے لگا۔

بیعتیں جو پہلے چند سو سالانہ تھیں سینکڑوں میں داخل ہو گئیں۔ ہزاروں میں تبدیل ہوئیں اور پھر لاکھوں کے عدد عبور کر گئیں۔ اس میں بیسیوں اقوام اور بیسیوں ممالک کے سینکڑوں مختلف زبانیں بولنے والے لوگ تھے۔ ان سب کی تربیت اور اصلاح ایک بہت بڑے اور وسیع نظام کا تقاضا کر رہی تھی جس کے ذریعہ وہ خدا کے خلیفہ کا حتی المقدور قرب حاصل کر سکیں۔

جماعت کی نئی نسل خصوصاً واقفینِ نو مستقبل کے مبلغ اور خدام دین اپنے امام کی براہ راست توجہ اور رہنمائی کے محتاج تھے۔ جماعت کے لٹریچر پر پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں۔ ان کی اشاعت اور ابلاغ ایک اور بہت بڑا چیلنج تھا جو جماعت کو درپیش تھا۔

احمدیت کے خلاف جھوٹ پر مشتمل جو عالمی پروپیگنڈہ کیا جا رہا تھا اس کا جواب دینے کے لئے احمدیوں کو اجازت نہیں تھی۔ ایسے زہریلے مواد کا توڑ بھی وقت کی اہم ضرورت تھا۔ خصوصاً ایسے ممالک جہاں احمدیت کے پیغام کی اشاعت پر مکمل پابندی ہے اور وہاں داخلے کے تمام زمینی ذرائع بند ہیں وہاں صرف کوئی آسمانی حربہ ہی کام دے سکتا تھا۔

کیسٹس کا نظام

خلافت کے ساتھ جماعت کے براہ راست رابطہ کو زندہ رکھنے کے لئے حضور کے خطبات کی کیسٹس بھجوانے کا طریقہ شروع کیا گیا۔ مگر بے پناہ محنت اور بے تحاشا خرچ کے باوجود یہ کیسٹس جماعت کے صرف ایک حصہ تک پہنچ پاتی تھیں۔ پھر مختلف زبانوں میں ان کے تراجم شروع ہوئے مگر ان تراجم میں خلیفہ وقت کا پیغام پوری شوکت کے ساتھ نہیں پہنچ سکتا تھا اس لئے ایک راہ تو تھی مگر اطمینان نہیں تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ اس نظام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"عرصہ دس سال کا گزر رہا ہے کہ جماعت احمدیہ کیسٹس کے ذریعہ سے خلیفہ وقت کا تمام دنیا کے احمدیوں تک پیغام پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے۔ پہلے صرف آڈیو کیسٹس کے ذریعہ یہ پیغام پہنچانے کی کوشش کی جاتی رہی۔ پھر ویڈیو کیسٹ بیچ میں شامل ہو گئیں۔ لیکن بے حد محنت کے باوجود بہت ہی جانکاہی کے ساتھ کام کرنے کے باوجود بہت ہی معمولی، کم حصہ تھا جماعت کا جس تک یہ آواز پہنچ سکی۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کئی ممالک میں بعض رضاکار خدمت کرنے والوں کی ٹیمیں ہیں جو بہت وقت خرچ کرتی ہیں اور ایک کیسٹ سے آگے کیسٹس بنانا، اس بات کا خیال رکھنا کہ کوالٹی اچھی ہو۔ پھر مختلف پتوں پر ان کو بھجوانا۔ ان کے حسابات رکھنا بڑا لمبا محنت کا کام ہے۔ لیکن جماعت کرتی رہی۔ پھر بھی بہت ہی تھوڑی تعداد ہے احباب جماعت کی جن تک یہ پیغام براہ راست خلیفہ وقت کی زبان میں پہنچتے تھے۔ وجہ اس کوشش کی یہ تھی کہ میرا تجربہ ہے کہ جو بات خلیفہ وقت کی طرف سے کوئی پہنچاتا ہے اس کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا براہ راست خلیفہ وقت سے کوئی بات سنی جائے۔ میرا اپنا زندگی کا لمبا عرصہ دوسرے خلفاء کے تابع ان کی ہدایت کے مطابق چلنے کی کوشش میں صرف ہوا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پیغام پہنچائے کہ فلاں خطبہ میں خلیفہ وقت نے یہ بات کہی تھی اور خطبے میں خود حاضر ہو کر وہ بات سننا، ان دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اطاعت تو پھر بھی کی جاتی ہے خواہ پیغام کسی کے ذریعہ پہنچے لیکن پیغام کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ مشکل یہ ہے کہ پیغام پہنچانے والے میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ جس جذبے کے ساتھ، جن باتوں کو ابھار کر، نمایاں کر کے، پیغام دینے والا پیغام دے رہا ہے بعینہ اس پیغام کو اس طرح آگے پہنچائے کہ اس کے جذبات اس کے زیر و بم تمام کے تمام پیغام کے ساتھ دوسرے شخص تک منتقل ہوتے جائیں۔ کوالٹی کا بیچ میں ضائع ہونا یعنی اس کے مزاج کا بیچ میں ضائع ہو جانا ایک ایسی طبعی بات ہے کہ انسان کی یادداشت تو زیادہ بھولتی ہے لیکن الیکٹرانکس کی یادداشت کے ذریعے جو پیغام کیسٹ سے کیسٹ میں منتقل کئے جاتے ہیں تیسری، چوتھی، پانچویں جنریشن (Generation) میں جا کے کیسٹ کا مزاج ہی بدل جاتا ہے اور وہ بات ہی نہیں رہتی جو پہلی کیسٹ میں تھی اس لئے مدر کیسٹ (Mother Cassette) کو ہمیشہ سنبھال کر رکھا جاتا ہے تاکہ اس سے آگے بار بار اسی سے آگے دوسری کیسٹ تیار کی جائیں۔ یہ مشکل تھی جس کی وجہ سے جماعت نے کوشش کی کہ کیسٹ کے ذریعہ پیغام پہنچے تو براہ راست، براہ راست تو نہیں کہہ سکتے کیسٹ کے

واسطے سے پورا پیغام احباب جماعت خود سنیں لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہت محنت کے باوجود وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکا۔ بعض جماعتوں کے متعلق میں جانتا ہوں کہ وہاں اگر دس ہزار آبادی ہے تو بمشکل دو یا چار سو ایسے احمدی ہیں جو استفادہ کر سکتے تھے یا کرتے رہے۔ اور باقی کے متعلق محض رپورٹ ہی ملتی رہی کہ کیسٹس بھجوائی جا رہی ہیں"۔

(خطبہ جمعہ ۸/جنوری ۱۹۹۲ء)

ان حالات میں امام اور جماعت کے درمیان ایک ایسے رابطے کی ضرورت تھی جس میں کوئی دوسرا وجود حائل نہ ہو۔ اور اگر زبان سمجھ نہ بھی آئے اور ترجمہ سن رہے ہوں تب بھی امام کے دلی تاثرات آنکھوں کی راہ سے دلوں میں اتریں اور ہیجان پیدا کریں۔

یہ ضرورت تھی جو خدا نے ایم ٹی اے کے ذریعہ خود پوری فرمائی اور تمام ممکنہ ضمنی فوائد سے بھی متمتع فرما دیا۔ ؎

خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین)

ہوا کے دوش پہ لاکھوں گھروں میں در آیا
نکل گیا تھا جو گھر سے کبھی خدا کے لئے
یہ کارہائے غریب الدیار بھی دیکھیں
جو منتظر ہیں دم عیسیٰ و عصا کے لئے

چراغ راہ

ایم ٹی اے کے پس منظر کا ایک بہت بڑا پہلو جماعت احمدیہ کا وہ جہاد ہے جو اس نے دجالی طاقتوں کے خلاف جاری کیا ہوا ہے۔ ٹیلی ویژن ایک بہت مفید ایجاد ہے جس سے دنیا کو اخلاق اور امن کے سبق دے کر جنت نظیر بنایا جا سکتا ہے۔ مگر عیسائی اور لامذہب طاقتوں نے اس کو بے حیائی اور بدکرداری پھیلانے کے لئے سب سے مؤثر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے اور سیٹلائٹ کے دور میں تو یہ کیفیت ایک زہریلے سمندر کی مثال اختیار کر گئی ہے جس نے ایمان اور فطرت کا ہر خرمن اور خوشہ جلا کر راکھ کر دیا ہے۔

صرف پاکستان کی مثال لیں۔ پاکستان میں ۳۶ چینلز کو مختلف ڈشوں سے دیکھا جاتا ہے۔ ان میں انڈیا کے ۳۶، برطانیہ کے ۹، فرانس کے ۵ اور چین کے ۱۷ چینل ہیں۔ ایک ہفتہ میں سات چینلز کے ذریعہ قریباً ۱۰۰ بھارتی فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ اور یہ فلمیں سراسر گند سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ اوپر سے نیچے تک گندی، کھو کھلی اور روزمرہ کے مذاق کو برباد کرنے والی۔ نہ ادب کا کچھ رہنے دیتی ہیں، نہ شعریت کا۔ محض بے ہودہ اور پھر ایسے توہمات میں مبتلا کرنے والی جو انسان کو جانوروں سے بھی گرا دے۔

اس خطرناک اور تباہ کن صورت حال میں خدا کے مسیح اور اسکی جماعت نے ہی انسان کو ایک روشنی اور سچائی کا رستہ دکھایا۔ دنیا کی تاریخ میں ٹیلی ویژن کو پہلی دفعہ اعلیٰ روحانی اقدار کے لئے استعمال کیا گیا جو موت کے منہ سے انسان کو کھینچ کر لے آیا ہے۔ اور یہ بات بالکل سچ ہے کہ ؎

یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

محبت کا تو اک دریا رواں ہے

اس سیٹلائٹ نظام نے خلافت کے ساتھ محبت اور پیار کے دریا کناروں سے اچھال دیئے ہیں اور اس تعلق میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور خلافت احمدیہ حقیقی معنوں میں کل عالم کے دلوں پر حکمرانی کر رہی ہے۔

ایسا نور، ایسی سچائی اور ایسی صداقت ہے کہ جی بھر کے دیکھنے کے باوجود جی نہیں بھرتا بلکہ پیاس بڑھتی چلی جاتی ہے جو ہر نئے گھونٹ کے ساتھ محبت کے نئے جام پلا دیتی ہے۔ پھر یہی محبت امام وقت کے وجود سے سورج کی طرح پھوٹتی اور سب دنیا میں جلوے دکھاتی ہے۔ اس برکت کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"جماعت احمدیہ عالم اسلام میں ایک ہی جماعت ہے جو ایک ہاتھ پر اکٹھی ہے۔ جماعت احمدیہ عالم اسلام میں ایک ہی جماعت ہے جو ایک سو چالیس ملکوں میں پھیلی ہونے کے باوجود پھر بھی ایک جمعیت رکھتی ہے۔ ایک مرکز رکھتی ہے اور دور دور پھیلے ہوئے احمدی احباب کے دل آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ ایک تکلیف کسی احمدی کو خواہ پاکستان میں پہنچے، خواہ بنگلہ دیش میں، ہندوستان میں یا کسی اور ملک میں اس تکلیف کی جب بھی خبر دنیا میں پھیلتی ہے جماعت احمدیہ خواہ دنیا کے کسی ملک سے تعلق رکھتی ہو یوں محسوس کرتی ہے کہ ہماری ہی تکلیف ہے۔ اور عجیب اتفاق ہے، اتفاق تو نہیں یعنی خدا کی تقدیر کا ایک حصہ ہے کہ جیسے میں آپ کے لئے غمگین ہوتا ہوں، جماعت میرے لئے غمگین ہوتی ہے کہ اس غم سے مجھے زیادہ تکلیف نہ پہنچے۔ اور ہر ایسے موقعہ پر تعزیت کا اظہار کیا جاتا ہے اور ایسی سادگی اور بھولے پن سے جیسے اس بات پر مقرر کئے گئے ہیں کہ میری دلداری کریں۔ چنانچہ اسیران راہ مولا کے معاملے میں مسلسل، ہمیشہ دنیا کے کونے کونے سے لوگ مجھ سے ہمدردی کرتے رہے، فکر کا اظہار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مائیں اپنے بچوں کے حوالے سے لکھتی رہیں کہ جب آپ ان کا ذکر کرتے ہیں اور آپ کی آنکھوں میں نمی آجاتی ہے تو ہمارے بچے بے چین ہو جاتے ہیں۔ ایک ماں نے لکھا کہ بچہ رو پڑا، اس نے رومال نکالا، دوڑا دوڑا گیا، میرا ذکر کر کے کہ ان کے آنسو پونچھوں۔ اب یہ جو واقعہ ہے یہ اللہ کے اعجاز کے سوا ممکن نہیں ہے۔ اس مادہ پرست دنیا میں کوئی ہے تو دکھائے کہاں ایسی باتیں ہیں۔ یہ حضرت محمد ﷺ ہی کا اعجاز ہے"۔ (خطبہ جمعہ ۲۴/جون ۱۹۹۴ء)

اس کنبے میں سب کی خوشیاں سانجھی ہیں
ایک ہو خوش تو لاکھوں چہرے کھلتے ہیں
بانٹتے ہیں ہم سارے غم اک دوجے کے
ایک کو دکھ ہو لاکھوں کے دل دکھتے ہیں

حضور پرنور نے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۲ء کے لئے لندن سے بذریعہ سیٹلائٹ خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"آج ہماری تصویریں جیسے آج ہم یہاں سے دکھائی دے رہے ہیں۔ اہل قادیان ہی نہیں تمام دنیا کے دوسرے ممالک میں احمدی اور دیگر مہمان دیکھ رہے ہیں۔ اور میری چشم تصور مختلف جگہوں پر گھومتے ہوئے مختلف نظارے دیکھ رہی ہے مجھے اہل ربوہ بھی دکھائی دے رہے ہیں، مجھے پاکستان کی جماعتوں میں کراچی کی جماعت بھی دکھائی دے رہی ہے، لاہور کی بھی، شیخوپورہ کی بھی اور سرگودھا کی بھی اور سیالکوٹ کی وہ جماعتیں بھی جن کے گاؤں میں رہنے والے ایسے معمر احمدی جو زندگی کے آخری دموں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ کبھی یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ دوبارہ مجھے دیکھ سکیں گے لیکن خدا تعالیٰ نے مواصلاتی سیارے کے ذریعے جو انتظام فرمائے اس کے ذریعے ایک قسم کی ملاقات ان سے ہو گئی"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۱/جنوری ۱۹۹۳ء)

احباب جماعت نے اپنے خطوں میں جس طرح والہانہ محبت کا اظہار کیا ہے اس کا تذکرہ حضور نے متعدد خطبات میں فرمایا ہے۔ فرمایا:

"ایک دوست لکھتے ہیں۔ آپ سے ملاقات کا ایک عجیب سا موسم شروع ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان معنوں میں بہت پیارے انداز میں "موسم ہوتے ہیں لوگوں کے آنے کے بھی اور جانے کے بھی" فرمایا ہے۔ آپ زیادہ پڑھے لکھے دوست نہیں ہیں جن کا یہ خط ملا مگر دیکھیں کیسے پیارا فقرہ لکھا ہے۔ آپ سے ملاقات کا ایک عجیب موسم شروع ہوا ہے۔ جس میں جو سرور ہوتا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔

ایک لاہور کے نوجوان لکھتے ہیں عالمی بیعت کے وقت آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں اور جسم پر کپکپاہٹ طاری تھی یوں لگتا تھا جیسے اللہ تعالیٰ حجاب توڑ کر ہمارے جلسے میں شریک ہے۔ اس دن پوری دنیا گنگ تھی اور صرف خدائی بول رہی تھی۔ اس روز پروردگار نے ہماری پیاسی روحوں کی پیاس کو بجھا دیا۔

اور بعض لکھتے ہیں کہ، بجھا دیا اور بھڑکا بھی دیا۔ آپ کا خطبہ ختم ہوتے ہی بجھی ہوئی پیاس بھڑک اٹھتی ہے اور اگلے جمعہ کا انتظار شروع ہو جاتا ہے"۔

ایک دوست لکھتے ہیں، "ڈش انٹینا کے ذریعے خطبات سن کر اپنے اندر بہت تبدیلی محسوس کر رہا ہوں۔ پہلے میں نمازوں میں ست تھا اب باقاعدگی سے توفیق مل رہی ہے۔ دینی کاموں میں بھی حصہ لینے لگا ہوں۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے گم شدہ چراغ مل گیا ہو" ماشاءاللہ، کیا شان ہے۔ ایک چھوٹے سے قصبہ سندھ کے قصبے سے خط آیا ہے اور زبان دیکھیں ایمان اور محبت کے اثر سے زبان زندہ ہو گئی ہے۔

ایک صاحبہ لکھتی ہیں۔ ہر جمعہ بچوں کو لے کر خطبہ سننے جاتی ہوں۔ یہ جمعہ کا دن سب پروگراموں پر بھاری ہے۔ میں جو جمعہ کے دن ٹی وی ڈرامہ دیکھنے کے لئے بیتاب ہوا کرتی تھی اب تو دل صرف خطبہ سننے کے لئے بیتاب رہتا ہے۔

ایک اور خاتون لکھتی ہیں ہم ٹی وی پر آپ کو دیکھتے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔ میرے خیال میں اس ڈش انٹینا نے ہم لوگوں پر سب سے بڑا احسان کیا ہے اور معصوم بچوں پر خصوصی طور پر۔ جمعہ کو ہم آقا سے ملاقات کروانے کے لئے ترستے رہتے تھے۔ اب یہ حضور اقدس کو دیکھ کر خاموشی سے بیٹھ جاتے ہیں۔ ذرا شور نہیں کرتے اور مصروف عورتیں جو دن میں کئی مجبوریوں کی وجہ سے مسجد میں نہیں آسکتی تھیں وہ بھی رات کو مسجد میں باقاعدگی سے آتی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے جو ابھی اتنے سمجھدار نہیں ہیں وہ حضور کو دیکھتے دیکھتے سو جاتے ہیں۔ اور خطبات لوری کا کام دیتے ہیں۔ جو میٹھی نیند سلا دیتے ہیں اور مائیں پر سکون ہو کر خلیفہ وقت کے خطبات سے مستفید ہوتی ہیں۔ مسجدیں پر رونق ہو گئی ہیں۔ اور کیا مرد، کیا بچے، کیا عورتیں، کیا بزرگ ایک نئے ولولے سے زندہ ہو کر آنکھوں میں ایک نئی چمک لے کر واپس جاتے ہیں۔ سارا ہفتہ منتظر رہتے ہیں۔

واللہ کیسا پھل ملا ہے ہماری صبر آزما گھڑیوں کا۔ قریبی گاؤں کی عورتیں اور بچے بھی شامل ہوتے ہیں۔ قافلے کی صورت میں احمدی آتے ہیں۔ کیا بتائیں ایک نئی روح پیدا ہو گئی ہے۔ میرے چھوٹے بیٹے پر بھی خطبات دیکھنے کی وجہ سے آپ کی محبت کا ایک عجیب رنگ چڑھ گیا ہے۔ ہر وقت آپ سے ملنے کی تمنا ہوتی ہے۔ روز پوچھے گا آج جمعرات ہے؟ مطلب یہ ہوتا ہے کہ کل جمعہ ہوگا؟"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۰/مارچ ۱۹۹۳ء)

پھر فرمایا: "جو خطوط مل رہے ہیں ان کی ساری باتیں تو آپ کے سامنے نہیں رکھ سکتا لیکن اتنے پیارے خطوط ہیں، ایسے عمدہ رنگ میں جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ ہر جمعہ پہ دل چاہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ ان میں آپ کو بھی یعنی سننے والوں کو شریک کروں۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ایک احمدی رسالے میں ایک نوجوان احمدی شاعر کا ایک شعر پڑھا تھا۔ عبدالکریم قدسی صاحب ان کا نام ہے۔ ان کا مقطع تھا وہ مجھے بہت ہی پسند آیا۔ وہ شعر یہ تھا ؎

آ تیرے بعد گلے ملنا ہی بھول گیا
آ قدسی کو سینے سے لگا پہلے کی طرح

اب تو یہ ایک قدسی کے دل کی آواز نہیں رہی اب تو لاکھوں دلوں سے یہی آواز اٹھ رہی ہے کہ ؎

آ تیرے بعد گلے ملنا ہی بھول گئے
آ ہم سب کو سینے سے لگا پہلے کی طرح

تو دعا کریں کہ واقعۃً سینے سے لگنے اور سینے سے لگانے کے سامان ہوں اور روحانی لحاظ سے تو جو آثار ظاہر ہو رہے ہیں یوں لگتا ہے کہ انشاء اللہ تمام احمدیوں کے دل ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔ تمام احمدیوں کے سینے ایک دوسرے سے مل جائیں گے"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۵/جنوری ۱۹۹۳ء)

"بعض جگہوں سے خبریں ملیں کہ ایک گاؤں چھوڑ کر جہاں بجلی بند ہو گئی تھی مرد، عورتیں اور بچے

منقولات

قادیانیت اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ایک سازش و بغاوت ہے

ہم اس کے مکروہ چہرے کو بے نقاب کرنے کیلئے ہر سطح پر تحریک چلائیں گے، مولانا اسعد مدنی

نئی دہلی ۲۳ جون جمیعۃ علماء ہند کے صدر مولانا سید اسعد مدنی نے ملک میں جاری قادیانی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس کا مقابلہ ہر سطح پر کریں گے۔ انہوں نے ویلکم جعفر آباد کی وسیع و عریض عیدگاہ میں جمیعۃ علماء ہند کے زیر اہتمام منعقد تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں 60 ہزار سے زائد افراد کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت انگریزوں کا پیدا کردہ فتنہ اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش ہے۔

مولانا مدنی نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت تمام مکاتب فکر کے علماء کی طرف سے قادیانیوں کی تکفیر مرزا غلام احمد قادیانی کے غلط دعوے صریح دروغ گوئیوں 'گالیوں' جھوٹی پیشگوئیوں 'انگریزی حکومت سے تعلقات اور ہندوستان میں ان کے خلاف جمیعۃ علماء ہند اور دارالعلوم دیوبند کی جدوجہد پر پوری تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے اپنے صدارتی بیان میں واضح طور پر کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بلا کسی تاویل و توجیہ تسلیم کیا جانا چاہئے عقیدہ ختم نبوت کو تسلیم کئے بغیر کلمہ پڑھنا بے سود ہے۔

صدر جمیعۃ علماء ہند نے اپنے صدارتی کلمات میں علامہ اقبال کی اس تحریر کا بھی حوالہ دیا جس میں انہوں نے کہا ہے "میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں۔ یا تو وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو پورے مفہوم کے ساتھ قبول کریں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔"

آگے مولانا مدنی نے حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مولانا رشید احمد گنگوہی مولانا محمود حسن' مولانا اشرف علی تھانوی' مولانا مفتی عزیزالرحمٰن دیوبندی' مولانا مفتی کفایت اللہ صدر جمیعۃ علماء ہند مولانا حسین احمد مدنی مولانا قاری طیب مولانا حفظ الرحمٰن۔ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہم اللہ تعالیٰ مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ علماء جامعہ ازہر مصر و سعودی عرب کے قادیانیوں کے سلسلے میں فتاوے اور فیصلے کا بھی حوالہ دیا جن میں ان کو متفقہ طور پر اسلام سے خارج بدتر اور زندیق قرار دیتے ہوئے کہ ان سے ہر طرح کے تعلقات منقطع کر لینے کا حکم ہے۔ اس کے پیش نظر قادیانیوں سے رشتہ مناکحت اور مسلمانوں کے قبرستان میں ان کے مردوں کی تدفین کو ناجائز کہا گیا ہے۔

انہوں نے صاف صاف کہا کہ قادیانی لوگ ملک میں انتشار و افتراق کے مجرم ہیں اور اللہ ورسول کے باغی ہیں ان سے ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ وہ اسلام کا نام لینا چھوڑ دیں۔ یا پھر باقاعدہ اسلام کے تمام عقائد کو تسلیم کر کے تجدید ایمان کر لیں۔ اور مرزا غلام احمد کو کافر مان لیں"۔

مولانا مدنی نے قادیانیوں کے تعلق سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ بالکل قادیانیوں سے دور دور رہیں۔ ان کا برپا کردہ فتنہ ہندوستان میں تیزی سے پھیل رہا اور تمام تر مادی وسائل کے ذریعہ یہ ارتدادی تحریک جہالت زدہ علاقوں میں خاص طور سے جاری ہے۔ اس کے خلاف جمیعت علماء ہند اور دارالعلوم دیوبند اپنے محدود وسائل کے مطابق کام کر رہی ہیں۔

تحفظ ختم نبوت کا خطبہ استقبالیہ مولانا انیس احمد آزاد بلگرامی نے قاضی اکرام الحسن صدر استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے پیش کیا جس میں دہلی کی مذہبی تاریخی۔ سیاسی اور مختلف تحریکوں کے حوالے سے اس کی مرکزی حیثیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہم قادیانی تحریک و فتنہ کا آخری حد تک تعاقب و مقابلہ کریں گے۔ یہاں تک کہ حق غالب آجائے۔

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمٰن نے قادیانیت کے تعلق سے ایک مفصل جامع تجویز پیش کی جس میں کہا گیا ہے کہ قادیانی جماعت کے لوگ مرتد زندیق اور کافر ہیں۔ ان سے مسلمانوں جیسے تعلقات رکھنا۔ مسلمانوں کے قبرستان میں ان کے مردوں کو دفن کرنا۔ ان سے رشتہ ناطہ رکھنا قطعاً حرام ہے اور ان کا سماجی اور معاشرتی بائیکاٹ کرنا واجب ہے۔ اس تجویز میں ملک میں قادیانی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے قادیانیوں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ صدق دلی سے حلقہ اسلام میں آجائیں اور اسلام کا غلط طور پر نام استعمال نہ کریں۔ تجویز میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ حکومت آئین ہند کی دفعہ ۲۵ کے تحت ان کی غلط سرگرمیوں پر پابندی لگائے۔ نیز تجویز میں تمام مسلم جماعتوں سے اپیل اور دینی اداروں کی توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ قادیانی سرگرمیوں پر اپنے حلقے میں نظر رکھیں اور اپنے طلباء کو رد قادیانیت کے متعلق ضروری معلومات فراہم کرنے کا اہتمام کریں۔ تربیتی کیمپوں کا انعقاد اور قادیانیت سے متاثرہ علاقوں میں دینی مکاتب قائم کریں۔

تجویز کی تائید متفقہ طور پر پورے اجلاس دہلی کے ائمہ مساجد سمیت چودھری متین صاحب ایم ایل اے ضمیر احمد متا کونسلر سید شکیل احمد ایڈووکیٹ سپریم کورٹ نے کی۔ اجلاس کی نظامت کے فرائض مولانا قاری محمد عثمان صاحب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند نے انجام دیئے۔

(اخبار مشرق کلکتہ ۹۸-۶-۲۴- مرسلہ محمد کلیم خان مبلغ سلسلہ)

احمدیت کے خلاف دیوبندی بریلوی ملاؤں کی میٹنگ میں جھگڑا

دونوں فرقہ کے 8 ملاں گرفتار

جب مخالفین کو آگرہ شہر میں کثرت سے پھیلتی ہوئی احمدیت برداشت نہ ہو سکی تو ان ملاؤں نے ایک ساتھ ملکر احمدیت کے قدم اکھاڑنے کی غرض سے مورخہ 2.7.98 کو ایک میٹنگ منعقد کرتے ہوئے یہ طے کیا کہ ہم آگرہ سے ان قادیانیوں کا نام و نشان مٹا دیں گے اس پر ایک بریلوی ملاں کے یہ کہنے پر کہ آخر تم قادیانیوں کے ہی کیوں پیچھے پڑے ہو کیا ان کے چار سینگ ہیں یہ سنتے ہی دیوبندی ملاں غصے میں آگئے اور دیکھتے ہی دیکھتے زبردست جھگڑا شروع ہو گیا دونوں طرف سے خوب ایک دوسرے کی داڑھیاں کھینچی گئیں جھگڑا بڑھنے پر اس کی خبر علاقہ کے شاہ گنج نامی پولیس اسٹیشن کو بھی ہو گئی عین وقت پر پولیس نے آکر دونوں فرقہ کے 8 ملاؤں کو شہر کی فضا خراب کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا۔ اور اس طرح سے ان ملاؤں کی طرف سے اٹھنے والا فتنہ انہیں کی طرف لوٹ گیا۔

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومبائعین کو ثبات قدمی بخشتے ہوئے مخالفین کے شر سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

عقیل احمد سہارنپوری انچارج تربیتی امور آگرہ سرکل یوپی۔

قادیانیت اسلام کیخلاف سازش ہے۔ اسعد مدنی

اس سال پھر جمیعۃ علماء ہند ملک گیر مہم چلائے گی

حکومت ہند سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی اپیل

نئی دہلی ۲۰ر جون جمیعۃ علماء ہند اور مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں قادیانیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے اور اسلام کی آڑ میں مسلمانوں کے عقائد کو تباہ کرنے کی مکروہ سازش کو بے نقاب کرنے کیلئے ملک بھر میں منظم طریقہ پر مہم چلائے گی۔ یہ اعلان جمیعۃ علماء ہند کے صدر مولانا سید اسعد مدنی نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قادیانیوں کو اسلام مخالف آزادی کے دشمن اور انگریزوں کا پیدا کردہ فتنہ بتاتے ہوئے مولانا اسعد مدنی نے کہا کہ گزشتہ بارہ تیرہ برس کے دوران ملک کے مختلف حصوں میں قادیانیوں کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا ہے۔ انہوں نے کہا قادیانی پیغمبر اسلام کو آخری اسلام نہیں مانتے بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آخری نبی تھے۔

انہوں نے دعویٰ کیا کہ پورے عالم اسلام کے مختلف مکاتب فکر کے مفتیان کرام اس بات پر متفق ہیں کہ احمدیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اسلام کا لیبل لگا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی مکروہ سازش کر رہے ہیں جسے کسی صورت میں کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ مولانا مدنی نے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کی کوئی جماعت نہیں ہے بلکہ یہ لوگ اسلام کی نقاب اوڑھ کر کفر پھیلا رہے ہیں۔

انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ ان کے ناموں اور مسجد جیسی شکل میں بنائی گئی ان کی عبادت گاہوں سے دور رہیں اور اپنے ختم نبوت کے عقیدے میں ذرا بھی لغزش پیدا نہ ہونے دیں۔

(اخبار مشرق کلکتہ ۹۸-۶-۲۱)

بقیہ: ایم ٹی اے کا کردار از صفحہ 9

پیدل بھاگے ہیں دوسرے گاؤں کہ شاید وہاں بجلی ہو اور ہم دیکھ سکیں"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۴ر جون ۱۹۹۵ء)

احمدیہ نقطۂ نظر کی ماسٹر کاپی

خلافت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جو نور فراست اور عرفان نصیب کیا ہے خلافت اس کے ذریعہ نہ صرف عالم احمدیت کی بلکہ تمام عالم کی رہنمائی کرتی ہے۔ اور اس طرح منبر خلافت سے جو آواز اٹھتی ہے وہ جماعت احمدیہ کے موقف کی ماسٹر کاپی ہے جس سے تمام دنیا کے احمدیوں کو ایم ٹی اے کے ذریعہ بلا تاخیر اطلاع ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس کی روشنی آگے پھیلانے لگتے ہیں۔

عالمی سیاسیات، اقتصادیات اور دیگر سماجی اور معاشرتی مسائل پر خلافت احمدیہ کا موقف سننے کے لئے اب دانشور منتظر رہتے ہیں اور اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

خلیفۂ وقت کی تحریکات

اسی ایم ٹی اے کے ذریعہ خلافت احمدیہ کی نئی تحریکات تمام احمدی خلیفۂ وقت کی زبان مبارک سے سنتے ہیں اور علم و عمل کی نئی راہیں متعین ہوتی ہیں۔

حضور کے وہ خطبات جو ایم ٹی اے کے قیام سے پہلے کے ہیں وہ بھی دوبارہ نشر کئے جا رہے ہیں اور تازہ خطبات بھی وقفے وقفے سے دہرائے جاتے ہیں تاکہ امام کا کوئی پیغام متبعین سے اوجھل نہ رہے۔ حضور نے فرمایا:

"چونکہ اب یہ خطبے براہ راست سنائے جاتے ہیں اس لئے اب وہ فکر نہیں رہی کہ منتظمین بات سنیں اور آگے پہنچائیں۔ اور پانی کھیتوں تک پہنچنے کے بجائے کھالیں ٹوٹ ٹوٹ کر بہہ جائے۔ اب تو خدا کے فضل سے ایک ایک پودا نظر کے سامنے ہے اور میں ان کو اپنی ایمان اور محبت کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ اور وہ مجھے براہ راست اپنی جسمانی آنکھوں سے بھی دیکھ رہے ہیں تو اس کی بڑی برکت ہے۔ اتنی جلدی دنیا سے جواب آتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ ایک تحریک شروع ہوئی اور فوراً دنیا کے کونے کونے سے فیکسز آنی شروع ہو گئیں۔ ہماری طرف سے یہ حاضر ہے، یہ حاضر ہے۔ اب یہ پروگرام بنا رہے ہیں۔ اس سے پہلے مہینوں لگ جایا کرتے تھے۔ اور اس کے باوجود بھی تسلی نہیں ہوتی تھی۔ ہماری اکثریت ایسی تھی جس سے واقعۃً خلافت کا رابطہ کٹا ہوا تھا اور اب جب رابطہ قائم ہو رہا ہے تو حیرت انگیز پاک تبدیلیاں ہو رہی ہیں"۔

(روزنامہ الفضل ربوہ، ۲۰ر مارچ ۱۹۹۲ء)

سایہ سایہ ایک پرچم دل پہ لہرانے کا نام
اے مسیحا تیرا آنا زندگی آنے کا نام

☆......☆......☆

حقیقت فراموش ملاؤں کا فریب آخر کب تک؟

مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ۔ بنگلور

آج کل مولانا اسعد مدنی اور آپ کے ہمنوا ملک بھر میں جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت ہی بدبودار زہر پھیلا رہے ہیں۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے لیکر آج تک اسلام کبھی بھی جبر و تشدد سے نہیں پھیلا۔ بلکہ حسن خلق سے اسلام کی فتوحات ہوئیں ہیں۔ حضرت محمد ﷺ جو اسلام کے بانی اور رحمت للعالمین تھے آپ نے کبھی بھی کسی غیر مذہب والے کو تشدد کا نشانہ نہیں بنایا۔ اور نہ ہی کسی توحید اور رسالت کے اقرار کرنے والے کو جبراً اُس کے اقرار سے روکا۔ لیکن موجودہ دور کے علماء نے بڑی دیدہ دلیری سے یہ ظالمانہ حرکتیں شروع کی ہوئی ہیں کہ توحید اور رسالت کے ماننے والوں اور تمام ارکان اسلام و ایمان پر عمل پیرا ہونے والوں کو محض ذاتی مفاد کی خاطر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے۔ جس کی تازہ مثالیں اور شواہد موجود ہیں۔ اسی غیر اسلامی حرکت کا نشانہ جماعت احمدیہ کو بھی بنایا جارہا ہے۔ اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ نے ان علماء کو بار بار سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن ان حق فراموش ملاؤں نے بجائے سنجیدگی سے غور و تدبر کرنے کے راہ فرار اختیار کی۔ حسب عادت آج بھی یہ علماء اپنی عادت سے باز نہیں آرہے۔ اس لئے ان کو اپنا سیاہ چہرہ دکھانے کیلئے بعض حوالہ جات درج کئے جارہے ہیں تاکہ قارئین فیصلہ کرسکیں کہ آخر حق کیا ہے۔ اُمید ہے۔ اگر ان علماء کے اندر ذرا بھر بھی خوف خدا ہو تو ضرور اس پر غور و فکر کریں گے۔

جماعت احمدیہ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ ان کا دین ہی الگ ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ توحید کے یہ قائل نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی رسالت پر ان کا ایمان نہیں۔ قرآن مجید اور نماز۔ روزہ حج وغیرہ کی بجا آوری کے قائل نہیں ہیں۔ جبکہ جماعت احمدیہ گذشتہ ایک سو سال سے اس غلط و بے بنیاد الزام کا جواب دیتی آئی ہے کہ:-

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
(حضرت مسیح موعودؑ)

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جن کے تمام دیوبندی علماء مرید ہیں۔ اور موصوف کو اسلام کا مجاہد اعظم مانتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک مرید کو محفل میں مخاطب کر کے جو کہا مرید کی زبانی سنئے۔

"سنہ خوب یاد نہیں غالباً 1930ء تھا حکیم الامت تھانویؒ کی محفل خصوصی میں نماز چاشت کے وقت حاضری کی سعادت حاصل تھی۔ ذکر مرزائے قادیانی اور اُن کی جماعت کا تھا ظاہر ہے کہ ذکر "ذکر خیر" نہ تھا حاضرین میں سے ایک صاحب بڑے جوش سے بولے حضرت ان لوگوں کا دین بھی کوئی دین ہے"۔ نہ خدا کو مانیں نہ رسول کو"۔ حضرت نے معاً لہجہ بدل کر ارشاد فرمایا" یہ زیادتی ہے توحید میں ہمارا اُن کا کوئی اختلاف نہیں اختلاف رسالت میں ہے۔ اور اس کے بھی صرف ایک باب میں "یعنی عقیدہ ختم رسالت میں بات کو بات کی جگہ رکھنا چاہئے۔ جو شخص ایک جرم کا مجرم ہے۔ یہ تو ضرور نہیں کہ دوسرے جرائم کا بھی ہو" ارشاد نے آنکھیں کھول دیں اور صاف نظر آنے لگا کہ۔

یاایها الذین امنو لا یجرمنکم شنان قوم علیٰ ان لا تعدلوا اعدلو هوا قرب للتقوی

"اے مسلمانو کسی گروہ کی مخالفت تم کو اس پر نہ آمادہ کردے کہ تم بے انصافی پر اُتر آؤ انصاف پر قائم رہو کہ یہی تقویٰ ہے"۔

(بحوالہ سچی باتیں صفحہ ۲۱۳ از علامہ عبدالماجد دریابادی مرحوم۔ مرتبہ حکیم ہلال اکبر آبادی نفیس اکیڈمی کراچی 1)

مندرجہ بالا حوالہ پڑھنے کے بعد قارئین فیصلہ کریں کہ آج کے مولوی حضرات مولانا اشرف علی تھانوی صاحب سے بھی علم اور معرفت میں بڑھ گئے ہیں۔ اور تھانوی صاحب کے اس ارشاد کو بھی کوئی اہمیت نہیں دیتے اور مساجد میں کھڑی ہو کر جماعت احمدیہ پر بے بنیاد الزام لگانا اپنا شیوا بنالیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب
مومنوں پر کفر کا کرنا گماں
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشان

عوام الناس کے اندر جماعت احمدیہ عالمگیر کے خلاف ایک سازش کے تحت مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام نہاد محافظوں کی طرف سے یہ پروپیگنڈہ پھیلایا جارہا ہے۔ کہ نعوذ باللہ۔ جماعت احمدیہ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتی جبکہ ہمارا کامل ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیینؐ ہیں۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔

(بحوالہ تقریر واجب الاعلان جامع مسجد دہلی ۲۳ /اکتوبر ۱۸۹۱ء)

غور کیجئے اب ایک حوالہ انہیں کے بزرگوں کا درج ہے۔ جس میں واضح لکھا ہے کہ آنے والا مسیح موعود "نبی" ہوگا۔ اور یہ وضاحت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے حوالہ سے کی گئی ہے۔ اور یہی عقیدہ جماعت احمدیہ کا بھی ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ ان کے بزرگ پرانے نبی کے منتظر ہیں۔ جماعت احمدیہ امت محمدیہ کے نبی کو مانتی ہے لکھا ہے:۔ "استاد دار العلوم ندوۃ العلماء کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی پہلا نبی دوبارہ آجائے تو یہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔ البتہ کسی نئے نبی کی آمد ختم نبوت کے منافی ہے۔ موصوف کو معلوم ہونا چاہئے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ بھی بعینہ یہی ہے۔ وہ "موعود" مسیح ہیں یعنی وہ نبی جن کی آمد کا وعدہ لسان نبوت سے فرمایا گیا ہے۔ اگر اُن کا دعویٰ کسی نئی نبوت کا ہوتا تو وہ بخاری اور مسلم کی تمام احادیث کو اپنے اوپر کبھی چسپاں نہ کرتے۔۔۔۔آپ کا ارشاد ہے کہ مسیح موعود شریعت محمدیہ کی اتباع کریں گے۔ اور آں حضورؐ کے ایک اُمتی کی حیثیت سے ہوں گے۔ اس صورت میں ختم نبوت میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا۔ آنمحترم کو معلوم ہوگا کہ قادیانی نے شریعت محمدیہ ہی کا اتباع کیا ہے۔ اور بار بار اپنے اُمتی ہونے پر زور دیا ہے۔ اور اس پر ان کی کتابیں گواہ ہیں اسی لئے چند قادیانی باب کعبہ پر فریضہ حج ادا کرنے کیلئے پہنچے مگر افسوس کہ ان کو خدا کے گھر سے دھکے دینے کی کوشش کی گئی۔

حضرت استاد محترم کا مزید ارشاد ہے کہ مسلمانوں میں شخصیت مسیح کے بارہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ قادیانی سرے سے نزول مسیح کے قائل نہیں۔ مسلمان خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا یقین رکھتے ہیں۔ ہم آں محترم کی معلومات کیلئے عرض کریں گے کہ قادیانی نزول مسیح کے منکر نہیں وہ "انزلنا الحدید" اور "انزلنا علیکم لباساً" وغیرہ آیات سے استدلال کرکے نزول کی تاویل کرتے ہیں اور اہل علم کو معلوم ہے کہ

"التاویل فرع القبول"

یعنی تاویل قبول کی علامت ہے انکار کی علامت نہیں ہے۔ (ارشاد الفحول للشوکانی)

اگر آپ حقیقی مسیح اور مثیل مسیح میں فرق کرنا چاہتے ہیں تو کر لیجئے۔ مگر آل سب کا ایک ہے یعنی دونوں ہی مسیح موعود کی نبوت کے قائل ہیں۔ دونوں ہی کا عقیدہ ہے کہ خاتم المرسلین کے بعد مسیح موعود نبی ہو کر آئیں گے۔ اب یا تو دونوں ہی ختم نبوت کے منکر ہیں یا دونوں ہی اس الزام سے بری ہیں۔ مرکزی نقطہ مسیح موعود کی نبوت ہے اور اس پر دونوں ہی کا اتفاق ہے"۔

(بحوالہ ہفت روزہ صدق جدید لکھنو ۵ نومبر ۱۹۶۵ء)

حقیقت واضح ہے ہمارے مخالف ملاں بھی مسیح موعودؑ کی آمد کے منتظر ہیں۔ لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے نبی کے منتظر ہیں۔ اور جماعت احمدیہ نے اُمت محمدیہ کے مسیح موعود کو مانا ہے۔

غالباً بنی اسرائیل کے نبی کا نزول تب ہوگا جب سارے ملاں عیسائیت کی آغوش میں چلے جاچکے ہوں گے۔ بصورت دیگر کوئی بھی ایسے شواہد نہیں جن سے پتہ چلے کہ حضرت عیسیٰ اُمت محمدیہ کے لئے آسمان سے مسیح و مہدی بن کر آئیں۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اگر میں آنحضرت کی اُمت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی کبھی شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو"۔ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

قارئین کرام! علماء کی ستم ظریفی دیکھئے آج احمدیوں کو ارکان اسلام کی بجا آوری سے روک رہے ہیں حج جیسے مقدس فریضہ سے احمدیوں کو روکا جارہا ہے جس کی تازہ مثال محترم محمد شفیع اللہ صاحب صوبائی امیر کرناٹک کی ہے۔ جن کو علماء نے خانہ خدا سے واپس آنے پر مجبور کیا۔ کیا یہ یہودیانہ عمل ان علماء کیلئے لمحہ فکریہ نہیں ہے؟

ایسا ہی واقعہ ایک بار پہلے شاہ فیصل کے والد سلطان بن سعود کے زمانہ میں بھی پیش آیا تھا۔ ہفت روزہ صدق جدید دو واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے۔

" بالکل اسی قسم کا واقعہ شاہ فیصل کے والد مرحوم سلطان ابن سعود کے زمانہ میں بھی پیش آیا تھا۔ حجرہ نشین مولویوں نے مرحوم سے کہا چونکہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں اس لئے انہیں حجاز مقدس سے نکال دیا جائے مرحوم نے مولوی صاحبان سے پوچھا کہ قادیانی حج کو اسلام کا رکن اور فرض سمجھتے ہیں یا نہیں؟ جواب میں انہیں یہ کہتے ہی بنی کہ یہ لوگ حج کو فرض سمجھتے ہیں۔ اس پر مرحوم نے فرمایا کہ جو شخص حج کی فرضیت کا قائل ہے اور اُسے اسلام کا اہم رکن سمجھتا ہے۔ اُسے حج سے روکنے کا مجھے کوئی حق نہیں یہ واقعہ ہم نے مرحوم کی زندگی میں خود بعض مولویوں کی زبانی سنا تھا۔ ممکن ہے بعض اخبارات میں بھی شائع ہوا ہو۔

(بحوالہ صدق جدید لکھنو ۶ اگست ۱۹۶۵ء)

جاتے ہیں یہ حجاز انہیں روک دیجئے
پڑھتے ہیں یہ نماز انہیں روک دیجئے

ملاؤں کی سرگرمیاں تو اسلام دشمن سرگرمیاں ہیں اور افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے خدائی آواز کے مقابل پر اپنی بلند کرنا شروع کی ہے اس لئے ان کی شرشت میں ناکامی کے سوا کچھ نہیں کیونکہ ملاں کا واسطہ جماعت احمدیہ سے پڑا ہے اسلئے اس نے ہر لحہ ذلیل و خوار ہونا ہے۔ مولانا اسعد مدنی جو آج کل امیر الہند ا کا لیبل لگا کر ہندوستان کے کونہ کونہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ اس سال سعودی عرب کے دورہ کے بعد کافی پیش پیش نظر آرہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سعودی کے ریال ہضم کرنے کیلئے ان کو بھاگ دوڑ کرنا ضروری ہے۔ ورنہ اگر بیٹھے رہے تو یہ ریال ہضم کرنا ان کیلئے مشکل ہوں گے۔

اسعد صاحب کیا کرسکیں گے یہ وقت ہی بتائے گا لیکن ان کو اپنے گذشتہ ہمنواء مخالفین کی تاریخ پر ضرور نظر ڈالنی چاہئے۔

☆ خاکسار کی بیوی اکثر بیمار رہتی ہے مکمل صحت یابی اور بچے کے امتحان میں کامیابی اور تمام افراد خاندان کی صحت وتندرستی درازی عمر اور صحیح رنگ میں خدمت دین کی توفیق پانے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔

(میر ہدایت علی صدر جماعت احمدیہ زگانگ اڑیسہ)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea :10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol - 47 Thursday,20th August 1998 Issue No : 34

☎ (091) 01872-20757
20091
FAX (091) 01872-20105

THE FIRST ISLAMIC SATELLITE CHANNEL

SATELLITE	:	INTELSAT 703 IS -703 AT 57* E
DECODER	:	C Band
POSITION	:	57* East
POLARITY	:	Left Hand Circular
DISH SIZE	:	Max. 8 Ft
VIDEO FREQUENCY	:	4177.5 Mhz
AUDIO FREQUENCY	:	6.50 Mhz

E Mail : mta @ bitinternet . com
INTERNETCOAD : http://www.alislam.org/mta

AUDIO FREQUENCY		
URDU	:	6.50
ENGLISH	:	7.02
ARABIC	:	7.20
BENGALI	:	7.38
FRANCH	:	7.56
DEUTSCH	:	7.74
TURKCE	:	8.10

BROADCASTING AROUND THE CLOCK

☆...... اگر آپ خود یا اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔
☆...... اگر آپ موجودہ فحاشی سے بھرپور ٹی وی چینلز سے بچ کر اپنی اور اپنے بچوں کی اخلاقی و روحانی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیشہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

ہی دیکھئے۔ اس میں نماز سکھانے۔ قرآن مجید سکھانے کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے درس القرآن۔ ترجمۃ القرآن و ہومیوپیتھی کلاس اور مجالس عرفان نشر ہوتی ہیں۔
علاوہ ازیں زبانیں سکھانے اور کمپیوٹر و سائنس سے متعلق دیگر معلومات سے بھرپور پروگراموں سے بھی آپ استفادہ کر سکتے ہیں۔
☆...... جماعتِ احمدیہ کا عربی رسالہ التقوی لنڈن۔ انٹرنیشنل الفضل لنڈن۔ جماعتی کتب اور دیگر معلومات Computer Internet پر دیکھ سکتے ہیں۔ جس کا نمبر اوپر دیا گیا ہے۔
☆...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات۔ ہومیوپیتھک کلاسز اور دیگر ضروری پروگرام کی ویڈیو کیسٹ حاصل کرنے کیلئے نیچے لکھے پتہ جات پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ : ایم ٹی اے کی جملہ نشریات کاپی رائٹ © قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے کسی بھی حصہ کی بلا اجازت اشاعت یا نشر خلافِ قانون ہے۔

NAZARAT NASHRO - ISSHAT
MTA QADIAN Mohalla Ahmadiyya Qadian -143516
Ph: 01872-20749 Fax : 01872 - 20105

MTA International, P.O . Box 12926, London SW 18 4ZN
Tel : 44-181 870 0922 Fax : 44 - 181 875 0249
Internet code : http://www.alislam.org/mta

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
☎ دوکان : 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves,
Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET,CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209,2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
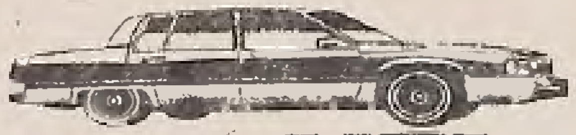
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

دُعاؤں کے طالب :
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS

✆ : CITY-SHOWROOM: 27-2185/26-9893 WAREHOUSE: 343- 4006/4137 RESIDENCE: 26-2096/4696/27-8749 FAX: 91-33-27-1027